UNIVERSAL
LIBRARY

OU-234405

UNIVERSAL
LIBRARY

سوانح عمری

فاتح دنیائے اسلام حضرت خالد بن ولید ملقب بہ سیف اللہ

مصنفہ

افصح ادبا لسان العرب سلطان قلم وسخن مولانا مولوی قاری
حافظ ابراہیم قادری المشہور بہ جناب عفو صاحب
دام مجدہم مہتمم دفتر آبپاشی علاقہ تعمیرات سرکار عالی
ومصنف کتب متعددہ وغیرہ وغیرہ

حسب الحکم

بہ اہتمام بلیغ ومحنت شاقہ مالک مطبع گلزار ابراہیم خاکسار محمد ابراہیم
عفی عنہ نے بصرف کثیر اپنے خاص مطبع میں حلیہ طبع سے آراستہ
کرکے نور افزائے بصیرت ناظرین کیا ✤

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا

نامی بہادران دنیائے اسلام کا

سلسلہ

سیف اللہ خالد بن ولید کی جانبازیاں اور فتح ممالک کے موجز واقعات
اور فدائیان اسلام کے باہمی اخوت و اتفاق کے حالات وغیرہ وغیرہ

مولفہ

افصح الادباء - لسان القوم - سلطان قلمرو سخن - علامۂ دکن - مولانا مولوی
قاری سید شاہ ابراہیم قادری مشہور بجناب غوث صاحب دام مجدہ
مہتمم آبپاشی علاقہ تعمیرات سرکار عالی

جسکو

محمد ابراہیم صاحب مالک مطبع گلزار ابراہیم واقع بازار رشیدی نمبر
حیدرآباد دکن نے بصرف زر کثیر اپنے خاص مطبع مین باہتمام

بطبع چھپوا کر مشتہر کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ اسلام کے ملاحظہ کرنے والون پر بخوبی ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروق رضہ کے عہد باشوکت مین دنیاے اسلام کو کیا کچھہ عظمت و برکت حاصل تھی۔ کیسے کیسے ملک آباد ہوے۔ نامی نامی امصار و بلاد کی بنیادین پڑین۔ قوی طاقت مملکتین قبضہ اسلام مین آئین۔ عظیم الشان فتوحات پر فتوحات حاصل ہوئین۔ ایک ہزار چھتیس ۱۰۳۶ بڑے بڑے شہر تابع اسلام ہوے۔ لوگون غیر مسلمون نے اسلام قبول کیا۔ چالیس ہزار مساجد تعمیر ہوئین۔ چار ہزار بت خانے مسمار ہوے۔ بیت المال کا انتظام ہوا۔ وغیرہ مراتب یہہ سب اعظم امور دس سال کے اندر اندر ہوگئے یعنی ہجری سنہ ۲۴ تک مین یہہ سب مرحلے طے ہوگئے اور حضرت عثمان ذی النورین کی خلافت بابرکت مین ہمدان۔ ممالک افریقیہ۔ بلاد طبرستان و جرجان۔ اور مملکت ایران پر پورا پورا قبض و تصرف اہل اسلام کا ہوگیا۔ اور آپ کے زمانہ مین مدینہ منورہ اور اسکے نواح مین کثرت کے ساتھہ نباتات لگاے گئے۔ اور مسلمانون کی قسمت سے اگر آپ چند سال اور اس عالم ناپایدار مین تشریف فرما رہتے تو ہر گوشہ مدینہ طیبہ کا ایک گلزار پُربہار بن جاتا۔ غرض یہہ سب کام سنہ ۳۶ ہجری تک ہوگئے۔

خلیفہ عبد الملک بن مروان بن حکم کی خلافت مین تسلیم کا قاعدہ جاری ہوا

تاج بنا۔ اور ولید بن عبد الملک کے عہد مین مدینہ منورہ مین مسجد تعمیر ہوئی مسجدون
کے مینار بلند کیے گئے۔ اور تکلفات شاہی بہت بڑھ گئے۔ انہین کے عہد مین محمد
بن قاسم ثقفی سندھ و ہند کی فتح کے لئے روانہ کیے گئے جنھون سے بڑی ہی شجاعت
کے ساتھ قندہار و بلوچستان و سندھ و ملتان اور پنجاب کے صوبون پر فتح
پائی۔ یہان تک کہ قنوج پہونچ گئے۔ غرض ایک صدی کے اندرون مدت یہہ تمام
فتوحات حاصل ہوئین ۔

خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کے عہد خلافت ۹۹ ہجری مین ابو الاسود
علامہ نے علم نحو ایجاد کیا اور ہشام بن عبد الملک کے وقت خلافت کی یہہ شوکت تھی
کہ جب وہ حج کو جانے لگے تو چھ سو اونٹ صرف اون کے ملبوسات کی باربرداری
کے ہمراہ تھے۔ اور شان و تزک کو اسی پر قیاس کر لو۔ لیلی مجنون انہیں کے
عصر مین گذرے ہین۔

خلیفہ ابو جعفر منصور کے زمانہ مین ۱۴۵ ہجری مین بغداد کا شہر تعمیر ہوا
اس خلیفہ کے عہد مین کلیلہ دمنہ کا ترجمہ سریانی سے عربی مین ہوا۔ بہت سے
قانون کی کتابین روم و فارس سے منگوا کر ترجمہ کی گئین۔ قسطنطین روم کا
بادشاہ انہین کا ہمعصر تھا۔ خلیفہ مہدی بن منصور کے عہد مین ابن مقنع شعبدہ باز
ملحد نے ماوراء النہر کے ملک مین بہ دعوی الوہیت خروج کیا تھا اس نے چاہ نخشب
سے مصنوعی چاند نکالا۔ آخر خلیفہ کے خوف سے خم مین بیٹھکر گل گیا اور اپنے بندون
کو بھی زہر دیکر مار ڈالا تاکہ فریب اپنا کسی پر نہ کھلے مگر ایک عورت جو کسی صورت
سے بچ گئی تھی اوس نے ساری کیفیت بیان کر دی۔ خلیفہ بن احمد کے وقت
مین قرآن شریف کی ایک سو جلد کی تفسیر مرتب ہوئی۔ یہہ خلیفہ آل لیث کے اخیر
خلیفہ تھے۔ اس مختصر کیفیت سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آگے ہم آسمان پر تھے تو آج

گویا تحت الثریٰ میں ہیں بلکہ ہماری حالت کچھ ایسی بدل گئی ہے کہ زمانہ سابق کے سچے مسلمان اگر ہمیں دوبارہ زندہ ہوکر دیکھیں تو غالباً ہمارے مسلمانوں کے نام لیوا ہونے میں ہی شک کرینگے - اور تمام قومیں یومًا فیومًا ترقی کر رہی ہیں مگر ہمیں عقل نہیں آتی اور ہمارے باہمی جھگڑوں سے روز بروز مسلمان ذلیل ہو رہے ہیں مگر ان بے عقل باتوں سے باز نہیں آتے - بغداد کی سی عظیم الشان سلطنت اسی تعصب کی بدولت خاک کے برابر ہو گئی - غرض ان بیجا تعصبات کے سبب سے آج اہل اسلام کا جو حال ہے وہ ظاہر ہے - خدا تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے - آمین - ثم آمین -

اللہ کی شان ہے کہ ایک مبارک زمانہ اسلام کا وہ تھا کہ جسمیں ہر مسلمان شیر بیشہ شجاعت اور محک ہر گونہ صداقت و امانت تھا - مخالفین تک اسلام کی سطوت و شہامت اور مسلمانوں کی خدا ترسی و خدا پرستی کا لوہا مان گئے تھے - یہی بہادر تھے کہ باوصف بے سر و سامانی کے بلاد روم اور شام کے مستحکم بنیادوں کو اللہ اکبر کہہ کے دم کے دم میں اکھیڑ ڈالا - یہی اولو العزم تھے کہ جنھوں نے چند شکستہ حال اور متوکل دلیروں کی مدد سے کیانی خاندان کی قدیم اور پرشوکت تخت کو دم بھر میں الٹ دیا - آتش پرستوں کے ملعون سر پر توحید کے پھریرے اوڑا دئے اور وہاں کی سرزمین میں اخوت اور آزادی کے جھنڈے گاڑ دئے - اے برادران اسلام ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے پہلے وہ بہادر تھے کہ جنکی تلواروں کی کاٹ اور تیروں کی زد سے تاب نہ لاکر بڑے بڑے تلوار کے دھنی - ہندی - راجپوت - افغان اور مرہٹے وغیرھم معصوم بچوں اور بے بس عورتوں کی طرح رو دیا کئے - ہاں یاد رکھو کہ وہ مسلمان ہی تھے جو باوجود قلت فوج اور سامان حرب و ضرب کی کمی کے تمام ایشیا کو تقریباً اور کسیقدر حصہ یورپ کو بھی فتح کر لیا تھا - ہاں بھولنا نہیں کہ گویا کل ہی کی بات ہے کہ اندلس جسے ہسپانیہ کہتے ہیں ہمارا ہی تھا - یونان و الجزایر بھی ہمارے ہی مقبوضہ تھے

فرانس پر بھی ہمارے شیر حملہ کر چکے ہین۔ ویانا جو اسٹریا کا دار الخلافت ہے ہمارے ہی تیغ بے دریغ کا مجروح ہے اور ہمارے اسلاف مدت تک اسکا محاصرہ کر چکے ہین۔ غور کا مقام ہے کہ کیسی تھوڑی مدت مین ان فتوحات نے کسقدر وسعت حاصل کی تھی۔ عرب کے شرق مین ملک فارس اور افغانستان۔ بلوچستان۔ ہندوستان برہما۔ اراکان۔ سیام۔ ملایا اور کوچین مطیع اسلام و باج گذار ہو گئے تھے۔ مشرق و شمال مین ملک تاتار جسمین بخارا۔ اور بلخ نامی شہر ہین۔ اور تاتار چین ہمارے ہی ملک تھے اور اب تک ہین بلکہ قیامت تکسد ہینگے۔ شمال مین ملک روم اور شام جسے ٹرکی کہتے ہین جسکا ایک حصہ یورپ مین بہی ہے بفضلہ تعالی ہمارے ہی قبضے مین ہے مغرب کیطرف اقلیم افریقہ مین ملک مصر وریاست ہاے بربر سب ہماری ہی تھین اور اب بھی بعض ہین چنانچہ ریاست مراکو۔ فیض۔ ترپولی اور کارتھیج وتیونس ہنوز اہل اسلام کے قبضہ مین ہین۔ صرف یونان۔ واندلس وریاست الجزایر ہماری حکومت سے نکل گئے ہین۔ غرض ہم وہی ہین جنھین اور ملکون کے لوگ ترک کہتے تھے جسکے معنی رفتہ رفتہ جان ہار سپاہی کے ہو گئے۔ یعنے اہل اسلام کا ہر فرد بشر ایک شیر بیشہ شجاعت گنا جاتا تہا۔ ہماری جرات وشجاعت کے غیر قومون کی تاریخین گواہ ہین۔ اور فقیر عفونہ بہ لحاظ قومی محبت بلکہ بنظر اظہار واقعیت وصداقت عرض پرداز ہے کہ آج بھی اخلاق وآدمیت + ادب اور ثقاہت + محبت ومروت + چشم پوشی واغماض + رحم دلی وعفو + صاف دلی وعذر نیوشی + شرم وحیا + عفت وخدا پرستی + طہارت ظاہری وپاکی باطنی + ملنساری اور مہمان نوازی + جو مسلمانون کی فطرت مین ہے دوسری قومون مین ان صفات کا بحیثیت جامع وکامل ملنا اگر محال نہین ہے تو آسان بھی نہوگا معزز مسافرونکے سفرنامے دیکھو

دنیائے اسلام کی نامی گرامی اور لائق مخدرات عصمت پناہ

یہہ اشارہ بھی نہ فقط غور بلکہ فخر کے قابل ہے کہ نہ صرف ہماری قوم کے رجال فخر ذکور عالم ہے بلکہ عورتون نے بھی ہستتنی نامور ہون کے افلاک پر آفتاب ہائے عالمتاب کی طرح درخشان رہین - اس نازک فطرت قوم کی بہادرون کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہین کیونکہ خود اس رسالے مین موقع پر اسکے وہ حالات ناظرین کے ملاحظہ مین آئینگے - اور خاص کرکے ان مخدرات کے کمالات علمی کے تذکرون مین بہت سارے مختصر و مطول تحریرات شایع ہو چکی ہین جنکو ناظرین باتمکین ملاحظہ بھی فرمائے ہونگے - چونکہ اس تصنیف سے مقصود میرا کچھ اور ہے - لہذا ان امور کا ذکر یہان بے موقع ہوگا - لیکن نہایت مجمل طور پر اس قدر عرض کرنا ضروری ہے کہ یہہ معدودے چند عصمت و لیاقت مآب ایسے بے نظیر عالمہ گذری ہین کہ اسلام ان پر جسقدر فخر و ناز کرے زیبا ہے - خلیفہ اسلام امیر المومنین ہارون رشید کی حرم محترم زبیدہ بیگم کی علمی لیاقتون کا حال آب زر سے لکھنے کے قابل ہے - اور رئیس مدینہ منورہ فرخ کی حرم لیاقت شیم حمیدہ نے اپنے فرزند کو صرف اپنی ہی تعلیم و تربیت کی بدولت ایک علامہ اور فقیہ بنادیا - حضرت سکینہ ع امام المسلمین کی دختر نیک اختر شیعیان ہند جنکی شادی کی کیفیت عین معرکہ کربلا مین ہونے کی ایک خیالی داستان بیان کرتے ہین علم و فضل اور تقدس مین کسقدر یکتا ئے روزگار تھین - ان کے نکات علمی کے روایات کیسے کچھہ مشہور ہین کہ سبحان اللہ و بحمدہ - امام ہشتم کی بیوی یعنے خلیفہ مامون کی بہن امتہ الفضل - اور مامون کی حرم بوران - ابنہ حسن مامون کی بیٹی - یہہ سب علم و فضل مین کیسے شہرہ آفاق تھین کہ عیان را چہ بیان -

پانچوین صدی مین شہدۃ الشہدا الملقب بہ فخر النسا نے جو ہمیشہ جامع مسجد بغداد مین

کثیر جماعت علما و فضلا کے روبرو علم ادب - معانی و بیان اور فن شعر و سخن پر بارہا بلیغ و فصیح لکچر دیئے ہین - کیا انکا رتبہ جید علماء کے برابر نہ مانا گیا ؟

قرۃ العین ام سلمہ بنت ملا صالح مجتہد قزوینی علاوہ حسن و جمال ظاہری کے علوم و فنون مروجہ سے یہان تک آراستہ تھین کہ فضلاے وقت اس کے ایک ایک لفظ کے
۵ دلدادہ اور اسکے نکات علمی پر شیدا تھے اسکے ایک قطعہ کا مطلع یہ ہے

لمعات وجہک اشرقت لشعاع طلعتک اعتلی ز چہ رو الست بربکم نہ زنی بزن کہ بلی بلی

ہرچند کہ حسد کی بدولت یہہ ماری گئی مگر نام اسکا تا حشر زندہ رہگیا - پس درحقیقت سخن آب حیات ہے ۔ فاتو بسورۃ ہی کا دعوی ہی خود دلیل ،، اللہ کو بھی ناز ہی اپنے کلام پر ہے

ام المومنین حضرت عائشہ رض کی نسبت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ دین کا دو ثلث اس حمیرا سے حاصل کرو یابی وامی صدقت یا رسول اللہ

ابو موسیٰ اشعری آپ کے فن ادب کے بڑے ہی مداح تھے - ہرچند کہ عروہ بن زبیر کو ہزارہا اشعار قدیم و جدید حفظ تھے مگر وہ خود قایل تھے کہ حضرت ام المومنین عائشہ رض کو مجھہ سے زیادہ یاد ہین - آپ نے حضرت رسول خدا کی نعت و مدح مین قصاید جو لکھے ہین ان کی فصاحت و بلاغت کی نسبت اکثر صحابہؓ معترف ہین کہ جو بلاغت کہ آپ کے کلام مین پائی جاتی ہے وہ بڑے بڑے مشہور مدعیان فن صحابہؓ کے کلام مین نہین پائی گئی - الحاصل اگر عورتون مین شاذ و نادر کوئی لایق نکلے تو اسقدر اسکا چرچا ہو جاتا ہے کہ بیان سے باہر حالانکہ مردون مین یہ عام بات ہے انکی لیاقت چونکہ انکا جوہر ذاتی ہے لہذا یہہ فرقہ تعجب کی نظر سے نہین دیکھا جاتا - مثلاً بحتری مشہور ادیب کی ایک حکایت مشہور ہے جسکو مین نے مکرمی معظمی شمس العلما مولانا سید علی صاحب بلگرامی بی - اے و بی - ایل وغیرہ مراتب کی زبانی سُنا ہے کہ یہہ جب اپنے ایک فاضل دوست کے گھر پر جا کر اُسکو اپنی اطلاع کرائی

اور ملاقات کی درخواست کی تو اوس دوست نے یہہ عذر کہلا بہیجا کہ مین صرف ایسے شخص سے ملونگا جسکو چالیس ہزار اشعار لاجواب یاد ہون۔ جب اس نے یہہ پیام سنا تو خدمتگار سے کہا کہ جا اور تیرے آقا سے پوچھکر آ کہ آیا تو ہزارہا اشعار مردون کے منہہ سے سنا چاہتاہے یا عورتون کے!!! اس پیام کے سنتے ہی صاحب خانہ اوچھل پڑا اور کہا واللہ یہہ معزز مہمان میرا بحتری کے سوا اور کوئی نہوگا۔ وہ فوراً باہر نکل آیا اور دیکھا تو وہی تھا۔ اللہ اللہ وہ بھی کیا زمانہ تھا اور وہ لوگ کیسے خوش نصیب تھے جنہون نے اس زمانہ کو پایا تھا

ہمارے قومی ناول نگاروںسے دو دو باتین

ہمارے قومی لایق ناول نویسون سے جو قلم کے دہنی جادو نگاران فن ادب مین التماس ہے کہ یورپ کے مصنفین جو کثرت سے ناول لکہا کرتے ہین اور اسکی اشاعت بہی وہان عام مقبولیت کے ساتہہ ہوتی ہے اسکی ایک خاص وجہ ہے ہمارے ناول عشقبازی اور بدمعاشی کی تعلیم دیتے ہین جس سے قومی نوجوانون کے اخلاق اور زیادہ خراب ہوتے ہین۔ ان ہی ناولون کے سبب سے نوجوان لڑکون مین تاک جہانک کرنے کی خو۔ بدعیاشی۔ بدنظری وغیرہ ان امورمین اور ترقی ہوگئی ہے ایک صاحب نے ناول مین کسی طالب علم کا حال لکہا ہے کہ وہ وطن ترک کر کے کسی شہر مین تعلیم کے لیے گیا اور جس محسن کے گہر روٹی کہا رہا تہا اسکی بیٹی پر عاشق ہوا اور دلالہ کے ذریعہ سے اسکا وصل حاصل ہوگیا۔ کیا یہ شریفانہ حرکات ہین؟ کیا ایسے ہی ناولون کی ہماری قوم کو ضرورت ہے سخت افسوس کی بات ہے کہ ابتک ہمارے مصنف ناول نویسی کے اغراض تک کو نہ سمجہے پھر لکہینگے کیا خاک ناول نویس جب تک اعلے درجہ کا انگریزی دان نہ ہو جب تک اسکے عام معلومات وسیع نہون یے علمی معلومات نہون اور وہ قادر الکلام قلم کا دہنی اور سب سے زیادہ مہذب اور متین نہو ہرگز ناول نگار ہو نہین سکتا۔ انگریز پہلے اعلے درجہ کے علوم پر وضیعر ہوتے ہین تب اس خدمت قومی کے لئے قلم اوٹہاتے ہین۔ اونہین قوم کے لایق نکتہ چینون کا بہی خوف لگا رہتا ہے۔

مصنفین کو لازم ہے کہ ناول لکھنے سے پہلے کچھ ایسا منصوبہ سوچ لیا کرین جو نیک نتیجہ پیدا کرے
اور مختلف اغراض مثلاً- اصلاح زبان- عادات بد- بد خلقی- خوش اخلاقی- امداد غربا- تحریص
علم- و ہنر- بری صحبتون کے برے اثر- شرافت- و نجابت- وغیرہ وغیرہ کے متعلق سحر بیانی
سے ناول لکھین- مگر ایک نہایت مہذب طرز کہ ناظرین کو برا نہ لگے اور زبان ٹھیک ہو عشق
و عاشقی وغیرہ باتین کے ناولون کو ایکدم پھونکدینا چاہیئے برخلاف اسکے انگریزی ناول نگارون
کے مقاصد مختلف ہوتے ہین مثلاً- قومی عیوب- یا کسی خاص خاندان کی اصلاح غربا
کی ہمدردی رئیس و ریاست کی توجہ وغیرہ جیسا کہ ربرٹ میکارنس کے ناول مین اسکا مقصود
یہہ تھا کہ سرکاری پوسٹ افس کی گاڑیان اور بگھیان لٹنے نہ پائین بلسمسٹر کی تالیف سے
مولف کو منظور یہہ تھا کہ غربا کی لڑکیونکو سلائی کی فردوریان برابر ملین- مسٹر زیس سے یہ مذکور خاطر تھا
کہ غربا کی جھونپڑیونکی آبرو کو امرا ازاوسے نہ بگاڑین غرض یورپ مین ہر ایک جماعت مصنفین
و مولفین کے اغراض و مقاصد جداگانہ ہوا کرتے ہین اور اسکے لئے مختلف لیاقت و استعداد
کے لوگ منتخب ہوتے ہین پس اس سے ظاہر ہے کہ انگریزی ناولون کے ترجمہ سے ہمین کوئی
فائدہ نہ ہوگا کیونکہ ہماری اونکی معاشرت مین زمین و اسمان کا فرق ہے- ہان مگر جناب
مولوی نذیر احمد صاحب نے اصلاح قوم کے متعلق ایک خاص پارٹ لیا ہے-
اسی طرح ازراہ شفقت دوسرے فاضل و ہمدردان قوم جادو بیان کو بھی لازم ہے
کہ پہلے مختلف منصوبے ٹھان لے کر دیکھے جس مضمون سے ان کی طبیعتون کو مناسبت
تامہ ہو متعدد اغراض و مقاصد پر دلچسپ ناول تالیف کر کے قومین اصلاحین
فرمائین- ہرچند کہ ان امور مصدرہ الذکر کی تفصیل طول طلب ہے مگر مجھے امید ہی
کہ ارباب فہم خصوصاً ناول نگار میرا مطلب جو اس تحریر سے ہے ضرور
سمجھ گئے ہونگے اور جسکو اتنا اشارہ سمجھنے کی استعداد یا تجربہ حاصل نہین ہے جسکو
ایسون سے کام نہین ہمی نہین

تمہید و آغاز واقعات

نہ رستم رہا جہان مین نہ کچھ سام رہ گیا ۔ مردون کا صرف زیر فلک نام رہ گیا ۔ ای بزرگان اسلام کے غیور و باہمت یادگار نوجوانو جملہ علوم مین علم تاریخ ہی ایک ایسا وسیع اور اعلی علم ہی جس سے انسانکو نہ صرف واقفیت عامہ ہی حاصل ہوتی ہی بلکہ وہ بالطبع مذموم اور خراب عادات و اطوار کو ترک کرکے نیک اور سلامتی کی روشین اختیار کر لیتا ہے علم تاریخ ہی ایک ایسا بزرگ علم اور جوہر دار آئینہ ہی جسمین بے تکلف زمانہ گذشتہ کے واقعات شاہان سلف کے عدل اور انصاف بزرگان دین کی برگزیدگیان اور قومونکی ترقی و تنزل کی مجسم صورتین دکہائی دیتی ہین ۔ علم تاریخ ہی ایک ایسا پاک علم اور سچی دوربین ہی جسکو گوشہ تنہائی مین تھوڑی دیر دیکھنے سے بڑے بڑے میدان کارزار کے نقشے جنگ و جدال کی سرگرمیان ۔ انوکہی نرالی عجیب و غریب بہادری اور شجاعت کے معرکونکی شکلین ایسی برملا صحیح اور صاف نظر آتی ہین کہ گویا دیکہنے والا انہین موقع پر موجود ہے ۔ غرضکہ دنیا مین علم تاریخ ہی ایک ایسا معقول ذریعہ ہے جسپر عمل کر لینے ایک نامرد مرد ۔ ایک ناتجربہ کار ۔ تجربہ کار اور ایک کم فہم صاحب عقل اور مہذب بن سکتا ہی اور خاص کرکے علم سیر اور صحابہ رضی اللہ عنہم یعنی واقعات زندگی کا مطالعہ انسانکو انسان کامل بناتا ہی ۔ اور انسانکے نیچر اور فطرت کی قوتونکے معلوم ہونیکے مشکلین وہمی شبہات خود بخود دور ہوتے ہین ۔ اور ایمانی قوت ایسی مستحکم ہوتی ہی کہ کسی فلسفی کی شبہہ یا اعتراض سے اس مین تزلزل نہین آسکتا مین اسوقت ایک روزمرہ تجربہ کا اعادہ کرتا ہون جو غالبًا ایک معمولی بات ہونیسے ناظرین نے کبھی اسپر غور نہین فرمایا ہوگا اور وہ یہ ہی کہ آپ اپنے سائیونکو اور غوار و ذلیل ڈہیر جمار ۔ مانگ تاب خاکروب ۔ و مزدور وغیرہ نیچ قومکے لوگونکی زندگی کو دیکھتے ہین ملینے خود ہی انکو بالطبع لازمی ہماری طرز عبادت ۔ ہماری مساجد اور خانقاہو نکے بھی ہماری عقیدتمند نہین رہکر یہ لوگ دیکھتے ہین مگر کوئی اثر

ان پر نہین ہوتا - مین نے بعض زکار رفتہ قریب المرگ بڈہون سے کہا کہ کم بخت تم نے مدتون
مسلمانون کا نمک کہایا - انکی باعزت زندگی دیکھی - پھر کیون ذلت مین بسر کرتے ہو
انتو مسلمان ہوجاؤ - مسلمانونکی مسجدونمین تمہاری مغفرت کی دعا کیجائیگی اور عزت کی ساتھ
تجہیز و تکفین ہوگی - یہ سب کچھ سنا مگر اپنے قدیم ملت کا ترک کرنا اونہین پسند نہ آیا پر نہ آیا
حضرات ذرا غور کیجیگا تو صاف معلوم ہوگا کہ ان کے اس استقلال کا کیا باعث ہے جو یہی
سبب ہے کہ انکے یہان اپنے بزرگ رشیون اور دیوتاؤنکے حالات سننے کی عادت مستمرہ
جاری ہے انکے یہان قومی واسطے بھکاری فقیر جو شبانہ روز گردآوری کرتے ہین نہایت
عمدہ سریلی آوازونمین اپنے دیوتاؤنکی کہانیان اور راجاؤنکی قصص الاپا کرتے ہین -
اسکے علاوہ گرمیونکے موسم مین اپنے اپنے جھونپڑیون کے قریب میدانون مین اپنی
اپنی محنت اور مزدوری سے فارغ ہونیکے بعد وقت شب سب کے سب جمع ہوتے ہین
اور بھاگوت راملیلا مہابھارت ہنومان وغیرہ کے کتھا سنا کرتے ہین اور ان کتھاؤنکی ٹھیک وقت
بعینہٖ ویسی ہی نقل اتارتے ہین گو وحشیانہ طرز پر سہی اور تماش بینون سے انکی مقدور کے
موافق کچھ نہ کچھ اونہین مل جاتا ہے - غرض یہ اسباب ہین ان پنج قومونکے بلکہ کل ہنود
کے پکے عقیدتمند ہین - اور اسی وجہ سے ایسی ذلیل قوم بھی اپنے مذہب پر تک مستقل و مستحکم
ہے ورنہ انمین کوئی واعظ و ناصح نہین ہے جیسے اور قومونمین خاص اسی پیشہ پر مامور ہین -
پس یہ فقیر بھی ہمارے قومی بہی خواہون سے التجا کرتا ہے کہ ہم بھی ایسے ہی وسائل
مہیا کرین کہ جس سے خاص و عام کے دلون پر ہمارے قومی دل شجاع - اہل کرم خدا
ترس اور اولوالعزم بزرگان دین کی عظمت اور وقعت کا سکہ بیٹھا رہے تاکہ جاہل لوگ
پادریون کے دام فریب مین نہ آنے پائین - اور فلسفہ پسند جہلا کے جہل اعتراضات کے ردسے
نہ جہائین - اسلامی غیرت اور ایمانی حمیت کے قائم رکھنے کیلئے اسلاف کے
پر شوکت کارنامون کی تصانیف سے بہتر کوئی ذریعہ نہین ہے جسکا مصالحہ ہمدردان قوم

سحر بیانوں کو بہت کچھ مل سکتا ہے جس سے اظہار شوکت وعظمت بزرگان دنیائے اسلام ہو
اور ادبائے قوم کو بھی لازم و منحتم تھی کہ وہ ہرگز ایسی نظم لکھنے کی جرأت نہ کریں کہ جس سے تقابل ادب
بزرگان اسلام کی توہین اور ذات ظاہر ہو۔ ہر چند کہ ایسے فن کے شعرا مومنین کو اس خاص توہین
مضمون پر زیادہ غلو ہے ۔ مگر حال کے مہذب ارباب فہم بامیہ مذہب فضلا اس بات کو سمجھنے لگی
ہیں ممکن ہے کہ رفتہ رفتہ اسلام اور مراثی کے مضامین توہین و تحقیر بزرگان اسلام سے جو باعث نفرت قوم
ہے پاک ہو جائیں گے خدا ایسا کرے ۔ نظر بہ اغراض متذکرہ الصدر فقیر عفو نے یہ قصد مصمم کیا ہے کہ نامی بہادران
دنیائے اسلام کے حالات کو تا بہ امکان جمع کرکے وقتاً فوقتاً قدردان اہل اسلام کے روبرو پیش ۔
کروں منجملہ ان کے حضرت خالد بن ولید ملقب بہ سیف اللہ کی سوانح باشوکت وعظمت بہ امید
قدردانی ارباب کرم وعالی ہمتان قوم بالفعل ہدیتاً پیش کرتا ہوں اگر پھر خدا نے فضل کیا تو اس سلسلہ
کو جاری رکھونگا وعلیہ التکلان وہو المستعان ؎ در طلب میکوشم ارباب زہے بخت بلند ورنہ
تاہم سعی من افتد بزرگان را پسند ۔

ابوسلیمان خالد بن ولید المخزومی کا نسب نامہ

ابوسلیمان خالد بن ولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن تقیظہ بن مرہ بن کعب بن لوی
بن غالب بن لوی بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ ۔ بن الیاس ۔ بن مضر بن
معد بن عدنان ۔ آنحضرت کا نسب نامہ بھی عدنان تک بلا اختلاف صحیح ہے اس لئے
اہل سیر نے اس سے آگے لکھنے کی جرأت نہیں کی ؎ ہوا بخت بیدار اقبال یار ؎
نہ کرد برشد آئی بہار + بن اب ساقیا خضر راہ نجات ؎ پلا مئے جو ہو رشک آب حیات ؎
اٹھا لے نہ امید کی اب نگاہ ؎ درحق پہ آئی انفعال گناہ + مرا عذر لاریب ہو دلپذیر ؎ سپر
مغفرت لے بیرب قدیر + مسلمان ہونیکو خالد جری ؎ چلے آیا شرمندہ پیش نبی ؎
سپھا امیدوار عنایات پاک ؎ حقیقت میں تھا ایک کف تیرہ خاک + ملا اسکو احمد سا ہادی دین ؎

جو ہی از رحمت ہی عالمین + ہو اور یہ حاضر ہے یہ شرمسار + مقر خطای جہالت شعار + لب ب
عفو تُ کیجئے کہ ہی عذر خواہ + امان لے خداوند رحمت پناہ ۔ بقول جمہور اہل سیر خالد بن ولید
عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ عبدری جو کعبہ کے کنجی بردار تھے ہجرۂ نبوی کے چھٹے سال کے
ابتدا مین محرم یا صفر کے مہینے مین مشرف بہ اسلام ہوئے اور بقول بعض کے کہ ہجرۂ مبارک
کے سال پنجم کے آخر مین یہ سب پاک نفوس ایمان لائے ۔ ہرچند کہ خالد نے مسلمان ہونے
سے پہلے ہی قریش کی حمایت مین داد شجاعت دی ہے ۔ مگر اسلام نے انکی جوہر ذاتی کی
جیسی کچھ قدر کی اور شہرت بخشی ہے اسکو ناظرین سیر خوب جانتے ہین اور ناظرین رسالہ ہذا
کو اس امر کا بہی خیال رہے کہ حضرت رسول مقبول نے آپکی نسبت سیف من سیوف
اللہ ارشاد فرمایا ہے اس سے ظاہر ہے کہ حضرت رض کی خدمت مبارک مین اور بہی بہت
اشجع و جان نثار تھے جو اس خطاب کے مستحق تھے ۔ غرض ہمنے ان شجاعان عرب کے
نامون کی ایک منتخب فہرست خاتمہ کتاب پر لکھدی ہے ملاحظہ ہو ١٢
جب حضرت رسول کریم خیبر سے مدینہ منورہ کو رونق افروز ہوئے اور اہل مکہ کو اسکی خبر ہوئی تو دفعتًا
خالد رض ولید کے دل مین خدا کی رحمت نے جوش مارا اور وہ یہ سوچنے لگے کہ رسول کریم کی
مخالفت جو ہماری قوم اسوقت تک کر رہی ہے یہ دراصل بجز حمیت جاہلیت کے
اور کیا ہے اور رسول کریم کی اطاعت مین اگر ہے تو ہمارے ہی دارین کا فایدہ ہے
اس سے آپکا کوئی ذاتی نفع تو مقصود نہین اور جو شخص کہ بندگان خدا کی بہبودی
اور بھلائی مین اپنی جان اور مال کو وقف کر دے ایسے کریم النفس کی مخالفت سوا سے
اپنی بدنصیبی کے کچھ نہین ہے ۔ یہہ سوچ کر خالد رض نے اعیان قریش کے
ایک بڑے بھاری مجمع مین حضرت کی مدح اور اپنے اظہار خیالات کے

متعلق ایک پُر زور لکچر دیا جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ بھائیو! آپ لوگ شرفاء
قوم ہین - اور ذوی العقل ہین غور فرمائیے - کہ ہم کیون ایک ایسے مقدس نفس
کی ہمدردیون اور خالص خیرخواہیون کی مخالفتون پر آمادہ ہین - اپنے
بارہا اس کا امتحان کیا ہے اور آپ کے دل جانتے ہین کہ محمدؐ نہ تو شاعر
ہین نہ ساحر - دولت دنیوی اور شوکت شخصی سے وہ سخت متنفر طرز
زندگی آپکی بالکل غریبون کی سی ہے - خورد و پوشش نہایت سادہ حلم و تواضع
اور انکسار آپ مین پرلے درجے کا ہے - رحم اور شفقت کی کوئی حد ہی نہین -
اور سب سے زیادہ غور طلب تو یہ امر ہے کہ ہمارے قوم کے اکابر و اصاغر نے
آپکو اور آپکے عزیز و اقربا و صحابہ کو کیا کیا تکلیفین نہ دین اور آج آپکی قوت اور شوکت
اسلامی ترقیون پر ہے - اگر آپ دنیا طلب ہوتے اور بدلا لینا اور کینہ وری
آپکا پیشہ ہوتا تو آج ہم مین سے ایک بھی زندہ نہ بچتا - برخلاف اسکے آپکی
للہیت کا یہہ حال ہے کہ جبکہ کوئی آپکا کیسا ہی دشمن جانی نہ ہو مگر جہان
اوس نے صدق دل سے اقرار توحید و رسالت کرلیا - تو آپ نے اوسکو فوراً
بھائی بنا لیا - اور اوسکی تمام عداوتین کالعدم کردین نہ آپ مال و جاگیر سے
خوش ہوتے اور نہ ہدایا و تحایف سے بلکہ ہم لوگون کے اسلام قبول
کرنیسے ایسے خوش ہوتے ہین کہ گویا آپکو دولت دارین مل گئی - یارو انصاف
کرو کہ ایسا کریم النفس اگر پیغمبر برحق نہ ہو تو کیا دنیادار جاہ طلب طامع و حریص
شخص ہو سکتا ہے پس ہر شریف و ذی عقل کا فرض ہے کہ آپکا دل و جان سے
طابع و مطیع ہو جائے اور دینی و دنیوی لعنتون سے جو لازمہ کفر ہین بچین - اس
تقریر کے سنتے ہی عکرمہ بن ابی جہل جو اسوقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے
گھبرا گئے اور اوٹھے اور خالد کو پچھلی ذلتین یاد دلایا اور خود بھی مخالفت کی - خالد نے

اس کا جواب دیا اور کہا کہ یہ حمیت جاہلیت کی حمیت ہے مجھکو اس سے اب سروکار
نہ رہا غرض کچھ ہی ہو مجھپر تو خدا نے حق کو ظاہر کردیا ہے اور مین تو مسلمان ہو چکا تم
لوگ اپنی اپنی بہتری کو آپ سوچ لو۔ اسکے بعد خالد نے آنحضرت کی خدمت مین بطور
تحفہ گھوڑے روانہ کئے اور اپنے اقرار اسلام اور تصدیق رسالت کا حال لکھا بھیجا جب
یہ کیفیت بہادر قوم قریش خالد کے اسلام کی ابوسفیان کو معلوم ہوئی تو بس
ایکبار زمین اُنکے پاؤن کے نیچے سے نکل گئی اور ابوسفیان اُسوقت تک مسلمان
نہ ہوئے تھے اور شیخ القوم اور ذی مرتبہ اکابر قریش سے تھے غرض یہ کہ عکرمہ اور
خالد کے پاس وہ خود چلے آئے۔ اور پوچھا کہ اے خالد مین نے جو کچھ تیری نسبت
سنا ہے کیا وہ سچ ہے؟ کیا تو محمدؐ پر ایمان لا چکا ہے اور آل محمدؐ کا تابع ہو گیا ہے
ہاین یہ تو نے کیا کیا؟ کیا آل محمدؐ کو میرے مقابلہ کیلئے قوۃ و امداد بخشتا ہے۔
خالد نے کہا اگر مینے یہ کام کیا ہے تو بیشک حضرت محمدؐ کے ناتے۔ اور
رشتہ داری کے لحاظ سے مجھکو بھی کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ مجھکو ان سے صلہ رحم
اور قرابت ہے۔ بھلا اسمین تمہارا کیا ہرج ہوا۔ ابوسفیان نے کہا کہ اگر اسکا
قرار واقعی مجھکو یقین ہوتا تو مجھکو قتل کردیتا۔ خالدؓ نے کہا۔ اللہ کی قسم مین بالکل
سچ کہتا ہون۔ امتحان میں ٹھہرے اتنا منھ یہ قیبون کا نہیں یہ جان دینکو کلیجا چاہئے
دل چاہئے ذرا اسلامی شجاعت کو دیکھئے یہ سنتے ہی ابوسفیان خالد پر لپکے
اور دست بگریبان ہونے کو تھے کہ عکرمہ نے اون دونون مین بیچ بچاؤ کر دیا۔
اور کہا کہ ابوسفیان ذرا ٹھہر جاؤ۔ اگر تم ایسی جہالت کروگے تو یقین ہے کہ مجھکو بھی غصہ
آجائیگا عفو۔ دیکھو کہتا ہون واغظ مجھے غصہ دلا تو جو کافر کبھی ابھی تو مسلمان ہون مین
اور مین بھی خالد کے ہمزبان ہوکر دین اسلام کا خالص و مخلص فدائی ہو جاونگا
اس کام مین تمہارا کوئی اجارہ ہے؟ کیا خدائی فوجدار ہو! یہ اپنی اپنی

پسند اور خوشی کا معاملہ ہے۔ کیا تمہیں خبر نہیں کہ کل قریش معاملات میں اپنی راے پر
عمل کیا کرتے ہیں اور بعض سے یہی عمل در آمد رہا ہے۔ آپ کو دوسرے کی آزادی میں
دخل دینے کا کیا حق ہے۔ اللہ کی قسم ہے کہ خالدؓ اپنی راستے سے منحرف ہونیوالا نہیں
اور مجھکو خوف ہے کہ جملہ اہل مکہ اسکے ساتھی نہ ہو جائیں۔ عفو۔ آج تم دشمن ہو
کل ہو گئے ہمارے جان نثار + پھر عمل ہوا پڑیگا اسے اس کردار پر + عکرمہ کے یہ آقر سنکر
ابوسفیان نے خالدؓ کو چھوڑ دیا اسکے بعد وہ مکے سے نکلے اور آنحضرتؐ کی خدمت
عالی میں حاضر ہوئے۔ اس حال میں کہ وہ تصدیق کرنے والوں اور ایمان لانے
والوں میں سے تھے۔ عفو۔ بات قسمت کی ہے یہ رشک نہ کرا سے رضوان +
تمہکو جنت ہو مبارک در حضرت مجھکو۔ ایک دوسرے مفسر سیر کی کتاب
میں یوں لکھا ہے کہ۔

خود حضرت خالد بن ولید یوں فرماتے ہیں کہ دفعتاً اسلام کی محبت میرے دل میں القا
ہوئی بعد صلح حدیبیہ فتوحات اسلامیہ میں جو اتصالی تائید دیکھی تو میں نے یہ خیال
کیا کہ بس اب قریش کی قوت و عظمت کا خاتمہ ہوتے نظر آتا ہے۔ بہتر ہے کہ شاد
حبش نجاشی کے پاس چلے جاؤں اور وہاں آرام سے بسر کروں یا بادشاہ
روم ہرقل کے پاس جاکر دین نصاری اختیار کر لوں۔ پھر سوچ کر کہنے لگا
کہ ایسے کمینہ پن کی زندگی تو مجھ ایسے غیور شخص سے ممکن نہیں کہ محض رشک
بیجا کے مارے اپنا دین تباہ کروں۔ خیر مناسب ہوگا کہ چندے اپنے ہی
وطن میں مقیم رہ کر دیکھوں کہ آخر ان باہمی اور قومی لڑائیوں کا کیا نتیجہ ہوتا
ہے۔ میں اس فکر و تردد میں تھا کہ حضرت سید الانبیاء عمرہ قضا کے ادا
کرنیکے ارادہ سے تشریف فرما مکہ ہوئے۔ اور میرا بھائی ولید بن ولید
بھی حضرت کے ہمراہ آیا اور مجھکو بہت ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ ناچار انہوں نے مجھکو

ایک خط لکھا کہ بہائی خالد تجھکو سردار عالم نبی ارحم نے کئی بار یاد فرمایا ہے اور زبان
مبارک سے یون ارشاد فرماتے تھے کہ خالد ایسا آدمی نہین ہے کہ اسلام کی خوبیان
ابتک اوسپر ظاہر نہ ہوئی ہون بہائی حضرت کا تجھکو یاد فرمانا اور رحمت سے کلام
تیرے نسبت ارشاد فرمانا خالی از حکمت نہین ہے اور یقیناً تیرے اسلام سے
مشرف ہونیکا زمانہ آچکا اب دیر مت کر ہان یہہ بھی فرماتے تھے کہ اگر خالد مسلمان
ہوکر اپنی قوت و شجاعت کو تائید اسلام مین صرف کریگا تو اوس کے لئے بہتر بات
ہوگی اور ہم اوسکو اوسوقت دوسرون پر مقدم جانینگے - دیکھ بہائی جلد آ - اور
یہہ موقع اپنے ہاتھ سے مت کھونا - تھوڑا لکھا بہت سمجھنا -

راقم تیرا بہائی ولید بن ولید -

خالد نے جب اپنے بہائی کا خط پڑہا تو اون کے خیالات سابقہ پر ایک تازیانہ
اور لگا - یہہ اسیوقت اوٹھ کھڑے ہوے اور یکے بعد دیگرے اپنے خالص اور ہمراز
دوستون سے ملکر اپنے ارادہ کو اون پر ظاہر کیا اور اونھین بھی ترغیب دی کہ تم
بھی ہمارے ساتھ حضور اقدس مین چلکر مسلمان ہوجاؤ - صفوان بن امیہ اور
عکرمہ بن ابی جہل نے عذر کیا مگر عثمان بن ابی طلحہ ساتھ ہوئے یہہ دونون صاحب
مدینہ منورہ کے طرف چل نکلے جب موضع ہدہ کو پہونچے تو عمرو بن عاص بھی مل گئے
جو اسی قصد سے اون کے پیشتر نکل چکے تھے - معجزہ - یہہ لوگ ہنوز داخل مدینہ
ہوے نہ تھے کہ حضرت رسول کریم صحابہ کے طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ خدا
مکہ نے اپنے جگر پارون کو تمہارے طرف پھینکدیا ہے - اسوقت تو کسی نے
کچھ بھی نہ سمجھا کہ اس ارشاد سے آپکا کیا مقصود ہے - مگر خالد مع احباب جب داخل
مدینہ منورہ ہوے تب سمجھا کہ حضور نے انھین کے نسبت ارشاد فرمایا تھا -
خالد کہتے ہین کہ مین جب لباس سفر بدلکر حضرت کی طرف چلا تو اثناے راہ مین

میرے بھائی نے مجھسے ملکر کہا کہ بھیا جلدی کرو۔ تمہارے آنیکی خبر حضور پرنور سرور عالم کو ہو چکی اور آپ مسرور و شادمان منتظر بیٹھے ہین۔ یہہ سنتے ہی مین قدم تیز کئے اور داخل محفل مبارک ہوا۔ جونہی آپکی مبارک نظر مجھپر پڑی مین نے کہا۔ السلام علیک یارسول اللہ۔ رسول اکرم نے بحالت تبسم میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر مین نے کہا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ تو حضرت نے نہایت شفقت آمیز لہجہ مین فرمایا۔ الحمد للہ بذالک الاسلام اسے خالد مین جانتا تھا کہ تو صاحب عقل و فہم سلیم ہے۔ اور تیرے ہدایت پانیکی مجھکو توقع ہی تھی۔ خالد نے بہ اظہار ندامت و انفعال اپنے پچھلی خطاؤن کی معذرت کی اور معافی چاہی تو حضرت نے فرمایا کہ خالد تم نہین جانتے ہو کہ اسلام کے سبب ایام جہالت کے تمام گناہ دہل جاتے ہین۔ اعمال سابقہ کا اب تمہین کچھ خوف نہین ہے۔ خالد ان نعمتون کی سرفرازی سے ایسے خوش ہوئے کہ پھولے نہ سمائے اور آپکے مشرف بہ اسلام ہونے سے خاص عام اہل اسلام بہت مسرور ہوئے۔ اسکے بعد آپ شامل جماعت جان نثاران حضرت رسول مقبول ہوئے۔

غزوۂ موتہ

پہونچ جلد اسے نصرۃ دین حق ٭ کہ تو اس سعادت کی ہے مستحق ٭ دکھا عنقریب ساحلہ پر غضب بہت رہ چکا شیر فرصت طلب ٭ موتہ ایک مقام ہے بیت المقدس سے دو مرحلہ دور۔ اس جنگ کا باعث یہہ ہوا کہ حضور عالم نے ملک بصری کے نام حارث بن عمیر کے ہاتھ ایک فرمان ہدایت نشان روانہ فرمایا تھا۔ مگر وقت ملاقات امرائے قیصر یہ سے ایک امیر نے آپکو شہید کر ڈالا اور یہی پہلے ہین جو رسول مقبول کے سفیرون مین سے شہید ہوئے ہین۔ جب حضرت سرور عالم کو یہہ خبر پہونچی تو آپ نے جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور زید بن حارثہ کو اس لشکر کی امارت سے سرفرازی بخشی

ثبوت نبوۃ

جب حضور عالم ضروری ہدایات وارشادات سے فارغ ہوئے تو یہہ بھی فرمایا کہ ہان اگر اس معرکہ مین زید شہید ہوجائین تو جعفر بن ابی طالب امیر مقرر ہون اور اُن کے بعد عبداللہ بن رواحہ اسکے قایم مقام سکئے جامین اور یہہ بھی شہید ہوجائین تو پھر مسلمانون کو اختیار ہے وہ جسکو چاہین اپنا امیر لشکر مقرر کرلین -

ایک یہودی جو اوسوقت اُس مجلس مین حاضر تہا زید کے پاس جاکر کہنے لگا کہ اے زید سنو اگر تم محمدؐ کو پیغمبر خدا اور رسول برحق جانتے ہو تو یقیناً تم شہید ہوجاؤگے کیونکہ انبیا بنی اسرائیل مین جب کوئی نبی اس طرح نام بنام اگر سو آدمیون کی شہادت کی خبر دیتا تو یقیناً سب کے سب شہید ہوجاتے پس اگر آپ سچے نبی ہین تو بیشک تم سب شہید ہوجاؤگے پس بہتر ہوگا کہ تم جنگ مین مت جاؤ - زید نے کہا احمق تو پاگل ہوگیا ہے - آنحضرت کے پیغمبر برحق ہونے مین کیا شک ہے وہ لاریب نبی مرسل ہین اور رہی میری شہادت اسکا خوف کیا معنے - ارے ہم تو اسکے ایسے آرزومند ہین کہ جیسے برسون کا فراق زدہ عاشق اپنی حسین معشوق کے ملنے کا متمنی ہو - پس جو جاندار ہے اوسکو ایکروز مرنا بھی لازم ہے مگر ایسی موت جسکی بدولت ابدی بقا اور دایمی آرام و آسایش مفت ملتی ہو کسکو نصیب ہوتی ہے صاحب نصیب اہل اسلام کے سوا شہادت کے برکات کسکو ملتے ہین - تف ہی تجہپر جو اس فانی زندگی پہ مرتا ہے - اور ہم شہادت کے فدائیون کو تو ڈراتا ہے چل دور ہو میرے سامنے سے - القصہ سرور عالم نے ایک سفید نشان اوس لشکر مجاہدین کی امارت کا زید کے ہاتھ مین دیکر ضروری پند و نصایح کے بعد رخصت فرمایا - اور خدا سے تعالیٰ سے مدد اور نصرۃ طلب کرنے کی تاکید اور سب کے

حق مین دعاے خیر فرمائی۔ جب لشکر اسلام موضع موتہ پر وارد ہوا تو سردار لشکر
نے حسب ارشادات سید عالم کی برابر تعمیل کی۔ مگر دشمنون نے ایک بڑا لشکر جمع
کیا تھا۔ اور شرجیل کو اسکا افسر مقرر کیا۔ شرجیل غسانی مسلمانون کے مقابلہ سے ڈرا
اور اپنے بھائی کو جسکا نام شدوش تھا اپنا قایم مقام مقرر کرکے مسلمانون کے
مقابلہ کو بھیجا۔ جب مقابلہ ہوا تو مسلمانون کے ایک سردار نے شدوش کو مار لیا۔
شرجیل کا خوف اور بڑھ گیا۔ اور اس نے جاکر قلعہ مین بند ہوگیا۔ اور فوراً ہرقل
شاہ روم سے بہ کمال عجز امدادی لشکر طلب کیا۔ حالانکہ مسلمانون کی فوج کی تعداد
اب بھی ان کے مقابلہ مین بہت کم تھی۔ غرض ہرقل نے بڑی بھاری فوج مدد
کے لیے بھیجدی۔ جن مین قریب لاکھ سے بھی زیادہ مردان نبرد آزما تھے۔
مسلمانون نے جب اس کثرت فوج کو دیکھا تو کسیقدر متردد و مشوش ہوے اور
بتقاضاے بشریت ارادہ کیا کہ حضرت سید عالم کی خدمت مبارک مین امدادی
فوج کے لیئے عریضہ روانہ کرین مسلمانون کی یہہ حالت دیکھکر عبداللہ بن رواحہ
آن پہ بگڑے اور انھین غیرت دلائی اور ان کے اسلامی جوش کو ابھار
کر للکارا کہ بھائیو ذرا سوچو تو کہ کیا ہم لوگون نے غریب الوطنی جو اختیار کی ہے اور
خویش و اقارب دوست و احباب عیش و آرام کو چھوڑا ہے تو کیا ہمارا مقصود اس سے
دولت و حشمت دنیوی کا پیدا کرنا ہے؟ لا و اللہ!! لا۔ بلکہ ہم تو طالب شہادت
ہین جس دولت کے روبرو دنیائی بادشاہی پر پشہ سے کچھ زیادہ وقعت نہین
رکھتی؟۔ بھائیو فتح و شکست خداے تعالی کے ہاتھ ہے۔ اگر فتح ہوئی تو
نعم المراد اور اگر نہین شہادت نصیب ہوئی تو وہ خود بھی عین فتح ہے پس
فوج کی قلت وغیرہ سے تردد مین پڑنا اور کثرت تعداد سے گھبرانا ایک بے بنیاد
اور صریح حماقت کی بات ہے اس لیئے کہ فتح و شکست کو اس سے کوئی نسبت

نہین ۔ ہمین بارہا اسکا تجربہ ہو چکا ہے کہ باوصف قلت فوج کے بہادران اسلام نے کفار کی جمعیت کثیر کو مور وملخ کی طرح روند ڈالا اور اون پر فتح پائی ہے ۔ اور ان جان نثاریون کا نتیجہ گو آج ہمین نہ ملے لیکن ہماری آیندہ آنیوالی نسلین اس سے ضرور نفع اوٹھائینگی جو ہماری دایمی مسرتون اور ابدی راحتون کا باعث ہوگا ۔ خبردار بھائیو! خبردار!! کبھی ایسے وسوسون کو اور شیطانی خیالات کو دل مین آنے مت دو ۔ پھر ایسے موقع کہان نصیب ہوتے ہین ۔ خدائے کریم پر بھروسا کرو اور آگے بڑہو پھر یا تو فتح ہے یا شہادت دونون امر ہمارے لئے نعمت ہے اور کسکو ایسا مبارک زمانہ نصیب ہوتا ہے کہ جنکے درمیان رحمت عالم رسول اکرم بنفس نفیس موجود ہون ۔ الحاصل آپکی اس تقریر نے مسلمانون مین ایک روح تازہ پھونک دی خلاصہ یہہ کہ زید نے علم سرداری لشکر کا اٹھایا کفار سے مقابلہ ہوا اور موافق ارشاد آنحضرت کے پہلے زید شہید ہوئے آپکے بعد حضرت رسول کریم صلعم کے ارشاد مبارک کے مطابق جعفر طیار نے علم اوٹھایا اور گھوڑے کے منہ پر مار کر کہا کہ سرور عالم کو میرا اسلام پہونچا دینا اور سخت مقابلہ کرکے شہید ہوئے آپکے دونون بازو کٹ گئے اور ۲۰ زخم جسم کے ایک جانب اور ۲۷ ۔ دوسرے جانب لگے تھے اسکے بعد عبداللہ بن رواحہ نے علم سرداری اپنے ہاتھ مین لیا سنا ہے کہ تین دن سے آپ بھوکے تھے نہ معلوم اسکی کیا وجہ تھی ۔ پہلے تو آپ نے نفس کو مخاطب کرکے ملامت کرنا شروع کیا " کہ سن اے عبداللہ جنکو اپنی عورت کی محبت مانع شہادت ہے تو لے مین نے اُسکو طلاق دیدی ۔ اگر غلامون کی کثرت وشوکت سے جدا ہونیکا قلق ہے تو آج ہی مین نے اُن سبکو براہ خدا آزاد کردیا اور پھر اگر باغ وبستان کی سیر کی محرومیت کا قلق ہے تو مین نے اپنے تمام باغات وغیرہ کو بھی سرور عالم پر تصدق کردیا ۔ اے عبداللہ بتلا اب ان

مبارک حکم سے تلوار سے توڑا تھا۔ جب اسمین سے ایک عورت بدشکل برہنہ سر سیاہ رنگ۔ کر یہ منظر نکل کر بھاگا گا چاہتی تھی کہ اوسکو بھی خالدؓ نے قتل کیا
اسکے بعد دوسرا سریہ جس مین خالدؓ سردار لشکر تھے وہ سریہ بطن نخلہ ہے
جاننا چاہیئے کہ غزوات مبارک جس مین سیف اللہ حضرت کی خدمت مبارک مین حاضر رہے وہ یہہ ہین۔ فتح مکہ۔ حنین ۔ طایف۔ تبوک۔ حجۃ الوداع۔ اور سریات جس مین آپ سردار فوج مقرر تھے حسب ذیل ہین۔
سریہ موتہ۔ بطن نخلہ۔ بنی جذیمہ۔ دومۃ الجندل۔ بنی الحارث۔ اور بنی عبد المدان ہین۔ اور آپ نے بعہد خلیفہ رسول اکرم صدیقؓ۔ ذیل قوم مرتد مفسدون کو تلوار کی گھاٹ کا پانی پلادیا اور آگ بھاگ نکلنے کے لئے سیدھے جہنم کو بھیجدیا۔ طلحہ بن خویلد۔ ام رمل۔ سجاح۔ مالک بن نویرہ۔ مسیلمہ۔ کذاب اسکے بعد آپ بھم مثنیٰ بن حارثہ کی تائید کی اسکے بعد امیر ہوئے۔ جنگ بصرہ مین۔ دمشق۔ وردان۔ اجنادین مین بھی کامل فتح دمشق کی۔ بعلبک فتح کیا۔ اور پھر تحت امین الامۃ عبیدہؓ بن الجراح۔ یرموک انطاکیہ قنسرین۔ قیساریہ۔ دیاربکر۔ مصر۔ بیت المقدس۔ بھنسا حمص وغیرہ کو فتح کیا۔ اسکے بعد مدینہ کو والیس تشریف لے گئے۔ مختصر حالات مرقوم الصدر فتوحات واصلاح فسادات کے یہہ ہین۔

روانگی خالدؓ کی طرف بنی جذیمہ کے

یہہ تیسرا سریہ ہے جس مین خالدؓ سردار تھے

اسکے بعد خالدؓ موضع ابرق مین قبیلہ کنانہ کے طرف روانہ ہوئے۔ آپکے ہمراہ سات سو سوار تھے قبیلہ بنی سلیم کے اور انصار مین سے سوائے ابی قتدہ بن انس کے کوئی اور نہ تھا۔ وہان پر بنی جذیمہ کی ایک جماعت تھی۔ جب اون سے پوچھا کہ آیا تم مسلمان ہو تو جواب دیا کہ ہان ہم مسلمان ہین۔ خالد نے کہا۔ تم کب مسلمان

ہوئے۔ کہا کہ آجکی رات یعنی گذشتہ شب کو۔ خالد۔ اچھا تم سچ کہو تو پہاڑ پر
پناہ گزین کیون ہوئے ہو ہمارے پاس چلے آؤ۔ بنو جذیمہ کی جماعت مین سے ایک
مرد نے انکو خوف دلایا کہ دیکھو تم اگر ہتیار دیدوگے تو ضرور قتل کئے جاؤگے۔ القصہ کسیقدر
ردوقدح کے بعد انھون نے ہتیار ڈالدئے۔ خالد نے اُن سب کی قتل کا حکم دیا اور
وہ سب مار ڈالے گئے۔ جب اسکی خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی تو آپ خالد پر سخت غصہ ہوئے
خالد بن ولید رض نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجہپر ملامت نہ فرمائے۔ مین آپ پر فدا ہوجاؤن
مین نے یہہ دلیل اس آیت کی جو آپ پر نازل ہوئی ہے۔ اونکو مار ڈالا ہے۔

سو اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ وہ قوم دغاباز اور کینہ کش تھی۔ اور مجہکو اس نے
فریب دینا چاہا۔ پس اللہ نے شفا دیدی۔ میرے سینے کو یعنی کہولدیا اور میرے
دلکو اُن کے کینہ سے آگاہ کردیا۔ اللہ جانتا ہے کہ مین مسلمان ہون یعنی اگر وہ واقعی
دل سے ایمان لائے ہوتے تو خدا تعالی مجہکو اُن کے قتل پر قدرت ہی نہ بخشتا
مگر چونکہ وہ منافقانہ دغا کیا چاہتے تھے۔ بایں ہمہ آنحضرت صلعم نے اون کے لڑکے
بالون کو اور اموال کو جو غنیمت مین آیا تھا واپس فرمادیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ
حکم شریعت ظاہر پر ہے۔ اسی لئے رحمۃ عالم با وصف خالد رض کے معقول جواب دینے
کے ان کے تقاضائے دلی پر عمل نہ کرکے ظاہر شریعت کا پاس کیا۔ اہل ایمان کو
یہ فعل رسول مقبول صلعم کافی ہے

جنگ طلیحہ بن خویلد

عہد خلیفہ رسول اللہ حضرت ابا بکر صدیق رض

بعد رحلت فرمانے آنحضرت صلعم کے خلیفہ رسول اللہ حضرت ابا بکر صدیق رض
نے اپنی عہد خلافت مین۔ خالد بن ولید رض کو تین ہزار آدمیون کو
ہمراہ دیکر طلیحہ کے سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ یہہ طلیحہ بن خویلد آنحضرت صلعم کے عہد مبارک

مین ایمان لایا تھا اور آپکے زمانہ حیات ہی مین مرتد ہوگیا۔ جب آنحضرتؐ کی وفات
شریف کی خبر مشہور ہوئی تو اُس نے دعوے نبوۃ کیا اور طرح طرح کی خرافات بکنے لگا
بہت سے بدوی احمق بھی اسکے ساتھ ہوگئے۔ حضرت صدیقؓ نے عدی بن حاتم کو
اس قوم کے پاس بھیجا کہ وہ جلد جاکر اون لوگون کو اسلام سے روگردان ہونے
نہ دین۔ اس اثنا مین سیف اللہ خالدؓ کا لشکر بھیج گیا۔ جس کے مقدمۃ الجیش ثابت
بن قیس تھے۔ اور خالدؓ نے ثابتؓ بن اقرم اور عکاشہ بن محصن کو طلیعہ لشکر
کے آگے چلنے کا حکم دیا۔ اتفاقاً طلیحہ اور اوس کے بھائی وغیرہ کی مسلمانون سے
مڈبھیڑ ہوگئی اور اچانک یعنی بے قصد جنگ شروع ہوگئی۔ لڑائی مین ابن حبال بن طلحہ
مارا گیا اور ان دونون نے ثابت بن اقرم اور عکاشہ کو شہید کر ڈالا۔ جب خالدؓ نے اور اپنے
یارون کو شہید پایا تو بہت افسوس کیا کل مسلمانون کو رنج ہوا۔ اتنے مین عدی بن
حاتم نے آکر کہا کہ مجھکو تین دن کی مہلت دیجیے کہ مین اس قوم کو دوزخ مین جانے
سے بچانے کی کوشش کرلون۔ پھر مہلت دی گئی ابن حاتم عدی تین دن گذرنے
کے بعد پانسو مرد جنگی کو جنھون نے اسلام قبول کیا تھا اپنے ہمراہ لیتے آئے اور وہ
سب لشکر اسلام مین شامل ہوگئے۔

اس کے بعد خالدؓ نے بنی جدیلہ کا قصد کیا۔ تو عدی نے کہا کہ مجھکو اول روانہ کرو
شاید کہ بنی عدی کے طرح یہہ قوم بھی دوزخ سے نجات پاوے۔ غرض عدی انکے
ان کے پاس گئے اور اونھین پند و نصیحت کرکے راہ راست پر لائے اور اونکے
ہزار سوار ہمراہ لیتے آئے یہہ بھی شامل لشکر اسلام ہوے۔ اس کام سے عدی کا احسان
تمام قوم پر ہوا۔ غرض خالدؓ اپنے لشکر کے ساتھ بزاخہ مین اوترے۔ اور طلیحہ بھی بہت
لوگون کے ساتھ آکر مقابل ہوا۔ کہ آفتاب نکلا دونون کی صفین آراستہ ہوئین
اور لڑائی آغاز ہوئی۔ خالدؓ نے ایسی داد شجاعت دی اور وہ مردانہ جوہر دکھلاے

کہ طلیحہ اپنی عورت کو لیکر شام کو بھاگا - اور بنی کلاب کے پاس جا کر پناہ لی - خالد رضی اللہ عنہ مرتدون کو گرفتار کر کے ان کی مشکیں کس کر مدینہ کو خلیفہ کے پاس روانہ کر دیا - گروہ اسد کے سب خلیفہ برحق کے ہاتھ پر توبہ کر کے پھر از سر نو مسلمان ہو گئے - طلیحہ کی شکست کے بعد بنی عامر - بنی سلیم - بنی ہوازن اور بنی فزارہ کی قوم کے لوگ پھر اسلام میں داخل ہو گئے جب ابوبکر رضی نے مرتدون کی سرکوبی کے لئے خالد رض کو مقرر کیا تو فرمانے لگے کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ ارشاد فرماتے تھے کہ اللہ کا خوب بندہ اور اچھا بھائی اپنی گروہ کا خالد بن ولید ہے اور وہ ایک تلوار ہے اللہ تعالی کی تلوارون سے کہ کھینچا ہے اسکو اللہ تعالی نے اوپر کافرون اور منافقون کے - بابی و امی صدقت یا رسول اللہ - بابی امی

جب خالد رض نے یہان کے امورات سے فراغت پائی تو ام زمل کے طرف روانہ ہوئے اوسکا نام سلمی تھا جسکی مان ام قرفہ شرف اور بزرگی مین تمام عرب مین ضرب المثل تھی اور ام زمل مال و دولت اور آل و اولاد کثرت سے رکھتی تھی -

غرض جسقدر فزاری مرتد تھے وہ سب اس کے پاس جمع ہو گئے آخر بڑا لشکر جمع کر کے مسلمانون سے لڑائی کی تیاریان شروع کر دین - خالد رض اس حال سے مطلع ہو کر دلیران اسلام کو ہمراہ لیکر اوس کے طرف بڑھے - پھر تو ہر دو لشکرون کا مقابلہ ہوا - آتش جنگ مشتعل ہوئی - ام زمل اپنے باپ کے اونٹ پر سوار تھی - خالد رض نے بذات خود معہ چند اپنے رفقا کے اوسپر حملہ کیا - چونکہ اسکی حفاظت کے لئے اس کے گرد پیش بہت لوگ گھیرے ہوئے تھے - لہذا [illegible] مرتدون داخل جہنم کیا اور پھر اس مرتدہ کے اونٹ کی کونچین کاٹ ڈالین اور اس شقیہ کا کام وہین تمام کر ڈالا پھر اس فتح کی اطلاع بذریعہ عریضہ فتحنامہ کے حضرت خلیفہ رسول اللہ ابابکر صدیق کی خدمت [illegible]

مین کرنے کی اجرت نہین کر سکتا چونکہ ایک مشہور قصہ ہے لہذا یہان پر اسکے تفصیل کی ضرورت نہین ہے۔

جب لوگون نے متواتر آپکی شکایتین خلیفہ رسول کی جناب مین کین تو حضرت صدیق رضؓ نے آپکو بلوا لیا۔ جب یہہ حاضر ہوئے اور حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت مین سب واقعات مشتبہ کی حقیقت من وعن بیان کی اور آپکے شبہات کو دور کیا تو حضرت صدیقؓ نے اون عذرات کو قبول فرمایا اور مالک کی دیت مانگنے والے بلوائیون کو اسکی دیت مین سنو اونٹ دیئے۔ اُن کے اموال اور قیدیون کو واپس کر دیا غرض خالدؓ جب دربار حضرت صدیقؓ سے باہر نکلے تو وہان حضرت عمرؓ جو باہر تشریف رکھتے تھے خالدؓ کو دیکھکر اوٹھ کھڑے ہوئے اور پکارا کہ یا ابن ام جمیل ادھر تو آؤ۔ مگر خالدؓ نے کچھہ جواب نہ دیا اور چلے گئے اسکے بعد خلیفہ رسول اللہؐ نے بنی حنیفہ کی تنبیہ کے واسطے خالدؓ کو یمامہ کے طرف روانہ فرمایا ثابت بن قیس کو گروہ انصار کا امیر مقرر کرکے سب کے ہمراہ کر دیا اور پھر خالدؓ نے تمام مرتدوات کی جماعتون کو زیر و زبر کرکے جزیرۂ عرب کو شرک وارتداد کی پلیدی سے پاک کر دیا۔

مسیلمہ کذاب اور جنگ یمامہ

حضرت صدیق اکبرؓ نے پہلے عکرمہ بن ابی جہل اور شرجیل بن حسنہ کو بھی بنی حنیفہ کے جنگ کے لئے بھیجا تھا۔ مگر یہہ لوگ قلت فوج کیوجہ سے خالدؓ کی آمد تک منتظر رہے غرض یہہ آگئے اور ادھر مسیلمہ بھی (۴۰) ہزار فوج سے مستعد ہو گیا۔ آخر طرفین مین جنگ شروع ہو گئی اور ابتدا کفار کے حملے نہایت سخت ہوئے یہان تک کہ دشمن خالدؓ کے خیمہ مین گھس گئے اور چاہا کہ آپکی بی بی ام تمیم کو مار ڈالین لیکن مجاعہ جو آپکا قیدی تھا اوس نے منع کیا اور کہا مین نے اسکو پناہ دی ہے

یہہ سنکر وہ لوگ لوٹ گئے۔ اس عرصہ مین رحال بن عنفوہ جو مسیلمہ کا مشیر کار تھا
زید بن خطاب رضی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ پھر مسلمانون نے متفق ہوکر سخت مقابلے
اور حملے کئے اور کذاب کے لشکر کو خوب خوب ہزیمتین و شکستین دین مگر یہہ
جنگ بہت سخت تھی بارہ سو جانون کا نقصان ہوا جن مین (۳۶۰) مہاجرین
اور (۳۰۰) انصار تھے اور خاص صحابہ رسول کریم کی تعداد (۴۰) سے
کم نہ تھی۔ لڑائی خوب گھمسان کی ہو رہی تھی اور خالد شیر غران کی طرح لشکر
کفار پہ حملے کرتے ہوے اور مارتے ہوئے مسیلمہ کے قریب ہو چکے تھے کہ اسکو
فی النار کرین مگر اسکو خاطر خواہ اسکا موقع نہ ملا پھر آپ صفون کو چیرتے ہوئے
میدان مین آگئے اور مبارز طلب کیا اوسوقت آپکا رجزیہ تھا۔ انا خالد بن ولید
انا ابن عامر و زید یعنی مین خالد ہون بیٹا ولید کا اور مین فرزند ہون گردن
کی رگ کاٹنے والیکا۔ پس جو آپکے مقابل ہوتا اوسکا کام اوسیوقت تمام کردیتے
اوس روز مسلمانون کا شعار تھا۔ یا محمداہ۔ آخر الامر فتح مسلمانون کے ہاتھ
رہی۔ اور مسیلمہ کے لشکر نے ایک حصار مین پناہ لی اور دروازہ بند کرلیا جب
موقع مسلمانون کو اندر داخل ہونیکا نہ ملا۔ تو براء بن مالک نے کہا کہ اے
مسلمانو! تم سب مجکو اوٹھاکر اس سنگین حصار کے اندر ڈالدو تو پھر
مین کفار سے سمجھ لیتا ہون انشاء اللہ تعالی غرض ایسا ہی کیا کہ آپکو ڈھال پر
بٹھا کر اوسکو نیزہ سے بلند کرکے حصار کے اندر پھینکدیا۔ بہادری ہو تو
ایسی ہو۔ براء نے اندر داخل ہوتے ہی دربانونکو پہلے قتل کیا اور پھر مسلمانون
کے لیے حصار کا دروازہ کھولدیا۔ براء بن مالک کو اوس روز قریب (۹۰)
زخم کے لگے تھے۔ پھر تو کفار بہت قتل ہوئے۔ جبیر بن مطعم کے غلام وحشی بن
حرب نے سانگ سے مسیلمہ کو چھید ڈالا کہ پار نکل گئی۔ پھر ابو دجانہ سماک بن

بن قرشی رضؓ نے دوڑ کر اوسکا سر کاٹ لیا ۔جب خالدؓ نے مسیلمہ کی لاش کو دیکھا تو
تو ایک کریہ منظر حقیر۔ لسپت قد سیاہ رنگ پتلی پنڈلیان والا شخص تھا ۔ خالدؓ
نے کہا کہ فیحکم اللہ تعالی تم کس طرح اس بدترین کے تابع ہوے تھے ۔ اوسکی
عمر ایک سئو چالیس برس کی تھی ۔ یہ لڑائی ۱۱ھ و ۱۲ھ کے مابین واقع ہوئی
زید بن خطاب حضرت عمرؓ کے بھائی بھی شجاعت کی داد دینے کے بعد شہید ہوئے
اور ابو حذیفہؓ بھی شہید ہوئے ۔ مسلمانون کا اس کذاب کے سبب سے اسقدر سخت
نقصان ہوا کہ مدینہ منورہ مین شاذ مکان ایسا بچا ہوگا کہ جس سے رونے کی آواز
نہ آئی ہو ۔ اس کے بعد خالدؓ نے سردار مجاعہ کی لڑکی سے نکاح کیا اور یہہ خبر حضرت
صدیق اکبرؓ کو پہونچی تو آپنے ایک خط خالدؓ کے نام اس مضمون کا لکھا کہ تم فارغ البال
ہوکر عورتون سے نکاح کرتے ہو حالانکہ تمہارے خیمے کے گرد مسلمان زخمی پڑے
ہوے ہین اور ہنوز اون کے زخم اچھے نہین ہوئے ۔ غرض تم میرا خط دیکھتے
ہی اپنا لشکر لیکر عراق کیطرف روانہ ہو جاؤ ۔ حضرت خالدؓ نے جب یہہ خط پڑھا
تو کہا کہ مین جانتا ہون کہ یہ عمرؓ کا کام ہے ۔ غرض اوسیوقت خالدؓ عراق کیطرف
روانہ ہوگئے ۔ اور اسلام کا لشکر اونکی مدد کے لئے آنکر شامل ہوگیا ۔ جب خالدؓ
اوس سرزمین پر اُتر پڑے ۔ ابن صلوبا حاکم و نائب کسرای کیطرف سے تھا ۔
اپنا لشکر لیکر آپ سے مقابلہ کیا اور ہزیمت پاکر بھاگا ۔ اور رجب کے مہینے مین ایک کروڑ
دینا پیش کرکے صلح کرلی اور بہت سے موضع مسلمانون کے تحت و تصرف مین آگئے
پھر وہان سے خالدؓ حیرہ کی فتح کے لئے بڑہے ۔ یہانکا حاکم کسری کیطرف سے ۔
حیرہ مین ایک اور سردار تھا مسلم ابن عمرابن عبدالمسیح بن حیان بن نفیلہ تھا ۔ جو
متنصرہ عرب تھا اوس نے پھر آپکا مقابلہ نہ کیا نہ مسلمان ہوا بلکہ دو لاکھ نود
ہزار درہم پہ صلح کرلی ۔ اور یہہ اول جزیہ ہے جو دیار عجم سے حضرت صدیقؓ

کے پاس آیا۔ اِس کے بعد خالدؓ نے کسریٰ اور اوسکے امرا کو دعوۃ اسلام کا نامہ لکھا۔ کہ اگر اسلام قبول نہ کرو تو جزیہ میرے پاس بھیجو اگر یہہ بھی منظور نہ ہو تو لڑنے کو مستعد ہو جاؤ پھر جسکو خدا فتح دے۔ الملک و العزۃ للہ رب العالمین۔

شاہ ایران نے اسکے جواب مین جنگ کی تیاری کردی اور ہرمز نامی ایک پہلوان پیلتن جوان کو اپنا نائب اور امیر لشکر بنا کر روانہ کیا۔ خالدؓ نے سر میدان جب مبارز طلب فرمایا۔ یہی ہرمز پہلوان نائب کسریٰ۔ عربون کی چھوٹی سی فوج کو حقارت سے دیکھتا ہوا کمال غرور و تکبر سے آگے بڑھا۔ ادھر خالدؓ نے معمولی ڈانٹ ڈپٹ کے بعد اس پیلتن جوان کے سر ناپاک کو بے تکلف بھٹے کیطرح اوڑا کر لشکر عجم مین پھینک دیا۔ پھر دونون لشکرون مین خوب لڑائی ہوئی اور عجمی شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ ہرمز کا مرصع تاج اور ایک ہاتھی ہمکو غنیمت مین ہاتھ آیا خالدؓ نے مال غنیمت کا خمس مع تاج و ہاتھی کے مدینہ منورہ بھیجدیا

اسکے بعد شاہ ایران نے ایک شاہزادہ کے ماتحت ایک بہت بڑی فوج پھر بھیجی مگر وہ بھی شکست پاکر پسپا ہوگئی۔ اب شاہ ایران بیدار ہوا۔ ایک اور فوج بھرتی کرکے مشہور جنرل بہمن کے ماتحت عربون کے مقابلہ کے لئے بھیجی مگر خالدؓ کو خدا کے فضل سے پے در پے فتح حاصل ہوتی رہی آپنے دشمنان خدا کے لہو کے دریا بہا دئے اور حیرہ کا محاصرہ کرلیا۔ اہل حیرہ نے محاصرہ سے مجبور ہوکر جزیہ پر صلح کرلی۔ پھر تو مسلمان ان کے جان، مال کے ذمہ دار ہوگئے۔ اور عیسائیون کے مراسم مذہبی سے کوئی لتعرض کیا بلکہ انکی محافظت کی اور حضرت خالدؓ حیرہ کو اپنا صدر مقام قرار دیکر ایک سال تک وہان مقیم رہے حیرہ سے فارغ ہوکر خالدؓ نے انبار اور عین التمر کو فتح کیا اور عجم کی فوج کو اور عرب کی بنی بکر اور بنی عجل اور بنی تغلب کے ملے ہوئے لشکرون کو بڑی بہادری

سے مغلوب کیا انبار کو صلح پر چھوڑ دیا اور عین التمر کی لڑائی میں عقبہ ایک
عرب سردار کے سر کو خالدؓ نے بڑھ کے بغل میں دبا لیا اور کھینچ کر گھوڑے
پر سے اٹھا لیا اور اسیطرح اوسکو اپنے لشکر میں لے آئے یہی دشمن کی شکست
کا دیباچہ تھا۔ خالدؓ اور عیاضؓ ایک ہی وقت میں حیرہ پہونچنے کیواسطے
چلے تھے۔ خالدؓ تو توقع سے زیادہ کام کر چکے۔ مگر عیاضؓ دومۃ الجندل میں
صرف دشمن کا محاصرہ کئے ہوئے ناکام پڑے ہوئے تھے اس لئے اونکو جری
خالدؓ کا انتظار کرنا پڑا۔ خالدؓ نے اپنے ایک بہادر افسر قعقاع کو حیرہ پر مقرر اور
دوسرے مقامات مفتوحہ کو سپرد کر کے ریگستان میں سے گذر کر دومۃ الجندل کو
روانہ ہوئے اکیدر اور جودی دومۃ الجندل کے سردار تھے بنی کلب و بنی غسان
جنکا سردار جبالا عیسائی بادشاہ والی بصرہ تھا اور اور عرب کے قبایل بھی
اونکی امداد کے لئے جمع تھے خالدؓ کی آمد آمد سنکر سب کے چھکے چھوٹ گئے۔
بقول سرولیم میور کے خالدؓ کی پرشوکت بہادرانہ آمد نے صورت حال کو تبدیل کر دیا
جنکا نام ہی فوت کا برج تھا۔ (دی خلافت صفحہ ۶۱)
اکیدر جسکی دل میں خالدؓ کی شجاعت کی دہاک بیٹھی ہوئی تھی۔ کیونکہ سابق میں آپ کے
ہاتھوں وہ قید ہو کر مدینہ گیا تھا بس گھبرا گیا اور راہ میں وہ گرفتار ہو گیا۔ جودی
اور اسکے اعوان کے ساتھ سخت لڑائی ہوئی مگر وہ سب ہزیمت پاکر فرار ہو گئے۔
جبالا۔ بصرہ۔ کو بھاگ گیا۔ کہتے ہیں کہ جہاں قہرمان خالدؓ نے دختر جودی سے
نکاح کیا۔ میدان جنگ بھی اس تلوار کے دھنی کے حق میں عروسی خلوۃ خانہ تہا
لیکن حیرہ کے افواہوں نے اونکو تخت بیٹھنے ندیا۔ ہر چند کہ قبایل عرب نے خالدؓ
کو غیر حاضر پاکر شرارتیں شروع کی تھیں مگر اس اثنا میں خالدؓ کا واپس آنا تھا کہ
سب کے ہوش اڑ گئے۔ اب اونکو تین پانچ کرنیکا موقع نہ رہا شکست کا یقین

ہو گیا - مگر باین ہمہ یہہ بے دل فوجون کے دل کے دل قلعون کی پناہ لیکر بیٹھتی
آخر خالدؓ نے ان سب کو فاش شکستین دین جن مین خصوصاً - حافر اور فراض کی
جنگین مشہور ہین - جنکی تفصیل کی گنجایش نہین ہے -
ہر چند کہ بظاہر بے اطمینانی تو تھی مگر میدان دشمنون سے خالی نظر آیا - حج کا موسم
تھا اس لئے جوش دین داری نے خالدؓ کو ادائے فریضۂ حج پر آمادہ کیا یہہ جری
آدمی تو تھے ہی - نہ کوئی بدرقہ ساتھ لیا نہ کوئی فوج - بس تن تنہا اوٹھ کھڑے
ہوئے اور سیدھے مکہ معظمہ پہونچے اور گمنام معمولی آدمی کیطرح حج کر کے واپس
تشریف لے آئے - اسکی خبر جو کسی طرح سیدنا امیر المومنین عمرؓ کو پہونچی تو آپنے
کمال محبت سے اس بے احتیاطی پر ملامت اور سرزنش فرمائی - اور بات بھی
واقعی تھی کہ ایسا نامی جنرل جسکی حرکات اور جنبشون پر دشمن تاک لگائے
بیٹھے ہون ایسی جرأت اور بے احتیاطی کو کام فرمانا کوئی دلگی نہ تھی - اور عیب
بینون کو آپ پر طعن کرنے کے لئے یہہ بھی ایک بہانہ مل گیا - استغفر اللہ العظیم -
اور بعض کوتاہ بین آپکی داد و دہش پر جو عرب کے عالی خاندان سردارون کی
اور امرائے جلیل القدر کی فطرۃ ہے - اور آپ کے نکاح کرنے پر طعن کرتے ہین
مگر یہہ نہین سوچتے کہ کیا جہان قہرمان خالدؓ کے سوا کوئی اور اشجع قوم ایسا ہو
تھا کہ جسنے میدان جنگ کو حجلۂ عروسی بنایا ہو - ایسے مواقع پر جہان ہرو
جسم و جان وقف شہادت ہو - جینے کے لالے پڑے ہون - دشمنون کے مقابلہ
مین بہ کمال تمنائے شہادت ہمیشہ سر بکف رہے اور پھر ایسی حالت مین اسکو
اپنی شادی کا بھی سوجھے یہہ تو ایسے بہادر تلوار کے دھنی کا وصف خاص ہے
جسکو ایسے موقع پر بھی اطمینان قلب بدرجۂ کمال حاصل تھا - جو شہادت کی
خوشی اور شادی کی مسرت کو مساوی رتبہ تصور فرماتا تھا - یہہ تو قابل تعریف اور

تعجب خیز بات ہے کہ کارسے دارد نہ کہ اوس پر طعن کرین۔ حالانکہ آپ اوس وقت شعر کے مصداق تھے ؎ حدیث کربلا ورگوش دارم ✤ سر میدان کفن بر دوش دارم حضرت صدیق رض اور حضرت عمر رض کی ہدایتین اور مصالح پر مبنی تھین جسکو آج ۱۳۰۴ برس کے بعد لوگ کیا سمجھین۔ بہرحال صحابۂ کرام کے نسبت ادب ملحوظ رہنا چاہیے ورنہ ایمان کا خدا ہی حافظ ہے۔ ؎

ایک روز کوئی مست رنگ امیر کسی فقیر کی ملاقات کو گیا تھا۔ فقیر نے اپنی غذا معمولی مین سے بچا بچایا تلچھٹ اوس امیر کو بھی دیا۔ اوس کے کھا لینے سے اوس امیر کی تمام شب بیداری اور محبوبہ کی ہم کناری مین گذری امیر اوس فقیر سے بدظن ہوا کہ صرف تلچھٹ مین میری یہہ حالت ہوئی تو فقیر کے لیل و نہار کا کیا عالم ہوگا۔ دوسرے دن جب پھر فقیر سے ملاقات ہوئی تو کشف باطن سے اونھون نے اوسکے دلی خدشہ کو جان لیا اور اوس وزیر راقدح لتواضع کیا۔ مگر کچھہ مصنوعی طور پر اظہار غم بھی کیا۔ اور فقیر نے اوس امیر سے کہا کہ با جو کچھہ عیش و عشرت کرنا ہو آج ہی کر لے کہ بس صرف آج ہی کی شب تیری زندگی مین باقی ہے۔ فقرا سے عموماً اعتقاد تو ہوتا ہی ہے۔ امیر جو گھر آیا تو نہایت متفکر اور رنجیدہ رہا عیش و عیاش کے خیالات گاؤخورد ہوگئے۔ جب اللہ اللہ کر کے رات کانٹون پر کٹی۔ اور پھر صبح کو شاہ صاحب کی خدمت مین بھلے چنگے قدمبوسی کے لئے حاضر ہوے تو فقیر نے دور ہی سے پوچھا۔ کیون بابا کہو رات کیسی گذری؟ بھلا یہہ کیا کہتے ادب سے سر جھکا لیا۔ پھر شاہ صاحب نے کہا۔ دیکھو ایک ذرا سی بات جو ایسی یقینی اور لازم حال ہے کہ جسکے اثبات کے لئے کوئی دلیل کی ضرورت نہین ہے

ؔلہ اس موقع پر میرے ایک دوست مولوی احسن علیخان صاحب کی بیان کی ہوئی ایک نقل یاد آگئی جو نہایت برمحل ہونیسے ہدیۂ ناظرین ہے۔

مین نے تمکو یاد دلا دی تو تمام شب ہیبت و بیقراری مین کٹی بھلا آٹھون پہر جسکے آنکھون
مین موت پھرتی رہے۔ دنیا کے مرنے اوسکے حق مین کیونکر نہ ہیچ ہون گے
امیر پر اس تقریر کا اثر ہوا اور اپنے خطا کی معافی چاہی۔ شاہ صاحب نے کہا
کہ بابا آئندہ سے فقیرون سے بدگمان نہ ہونا۔ اور فرصت کو غنیمت جان کر کچھہ
وہان کے آرام کی فکر کرلو۔ ع زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلان نماند۔ لہ خدا حافظ
پس حضرت خالدؓ پر طعن کرنے والے ارباب رائے ذرا غور سے اس واقعہ کو ملاحظ
فرمائین۔ اور یقین جان لین کہ خالدؓ کا سا یقین اور توکل اور بہادر دل سب کو
نصیب نہین ہو سکتا۔ یہہ ایک خاص نعمت ہے جسکو خدا نصیب کرے۔

شام

اب ہم حدود عراق اور سواد کو چھوڑ کر شام کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ سب سے
پہلی فوج خالدؓ بن سعید کی ماتحت بھیجی گئی اس فوج مین کم سے کم ایک ہزار
صحابی رسول کریمؐ شریک تھے جنمین خاص تین سو اہل بدر تھے۔ افواج شام کی
شکستون کی پے در پے خبرون سے ہرقل کے ہوش اوڑ گئے تھے لیکن اوسنے
حمص مین آکر ایک بہت بڑی فوج کے چار حصے عرب کے حملون کو روکنے کو
لئے روانہ کئے۔ سب سے بڑا حصہ نوے ہزار سپاہیون کا اپنے بھائی تہوڈور
کی ماتحتی مین روانہ کیا مسلمان بھی اپنی متفرق طاقتون کو ایک جا جمع کرنے لگے
اور دریائے یرموک کے کنارون پر اپنا پڑاؤ ڈالا اہل شام بھی دامن کوہ مین
جا پڑے۔ غرض باہم لڑائی شروع ہوگئی اور اسی حالت مین دو مہینے گذر گئے
مگر کوئی نتیجہ نہین نکلا۔ حضرت ابوبکر خلیفہ رسول اللہ تردد کی حالت مین تھے۔
آخر کار حضرت عمرؓ کے مشورہ سے یہہ قرار پایا کہ خالدؓ بن ولید سے فتح مند بازون
سے کام لیا جائے اور ان کے خدمات فی الحال عراق سے شام کو تبدل۔

تین ہزار آدمی شہید ہوئے اور بے شمار لوگ زخمی ہوئے۔ ابوسفیان کی آنکھ مین تیر لگا اور ضرار سخت زخمی ہوئے۔ اہل شام فرار ہوئے بے حساب غنیمت مسلمانون کے واسطے چھوڑ گئے جن مین تیس ہزار ریشمی سراپردے تھے۔ ہر ایک سپاہی کا حصہ پندرہ سو دینار سے کم نہ تھا اس فتح کا یہہ اثر ہوا۔ بقول سر ولیم میور کے دربار شام اور اہل شام خوف سے متوحش اور بیقرار ہو گئے۔ شام کی قسمت کے فیصلہ پر گویا مہر لگ گئی تھی۔ اب بغیر ایک ضعیف مخالفت کے ان مین کوئی دم باقی نہین رہا یعنی انکے زور قوت کا بالکل خاتمہ ہوگیا اس فتح کی تاریخ ماہ رجب سنہ ۱۳ھ روز شنبہ مطابق شروع ستمبر سنہ ۶۳۴ء تھی۔

حضرت ابوبکرؓ خلیفہ رسول اللہ صلعم کی وفات۔ اور حضرت امیر المومنین عمر رضہ کی خلافت

خالدؓ کو میدان جنگ مین مدینہ کے قاصد نے جو خط لا دیا اور آپ نے پڑھ کر اوسکو اپنی ترکش مین ڈال دیا تھا اوس پر حضرت عمرؓ کی مہر تھی کیونکہ ابوبکرؓ کی وفات کی اوسمین خبر تھی۔ مگر خالدؓ نے ایسے نازک وقت مین دور اندیشی سے کام لیا۔ بلکہ آپنے اپنی عالی ظرفی کا ثبوت دیا یعنے باوصف اس کے کہ آپ کسی مصلحت پر نہ صرف ایک جامع امارت سے علیحدہ کئے گئے تھے مگر آپ کی قومی حمیت اور جوش اسلام اور دینی اشاعت کے امنگون مین کوئی فرق نہ آیا آپ ویسے ہی جان نثار رہے کہ جیسے اس سے پہلے تھے۔ حضرت عمرؓ کا سب سے پہلا کام ایک نئی فوج تیار کرنیکا تھا۔ لیکن بقول سر ولیم میور کے ایرانیون کا کچھ ایسا رعب لوگون پر چھا گیا تھا۔ کہ کوئی شخص بہ طیب خاطر فوج مین داخل ہونے پر آمادہ نظر نہ آیا۔ اس سے ظاہر تھا کہ خالدؓ کے باقبال اور فتح مند سایہ کے نیچے لشکر عراق

سے اور عہدہ جانیسے لوگون کے دل نہین جمتے تھے۔ کیونکہ آپ تن تنہا ہزارون کے مقابل تھے اور ایکا وجود ہی فتح و کامیابی کی کامل ضمانت تھی۔ غالبًا اسی بے دلی کے سبب سے لوگ مستلور نہین کرسکے تھے جس کی غلطی سے یہ تعبیر کیجاتی ہے کہ خالدؓ کو عہدہ امارت سے معزول کر دینے کی وجہ سے لوگ دل شکستہ ہوگئے تھے (طبری) اور لوگ تیار بھی ہوتے تھے تو شام کی فوج مین شامل ہونے کے لئے۔ اسلئے کہ وہان خالدؓ موجود تھے۔ غرض شام مین ہم اسلام کے فتحمند لشکر کو یرموک کے کنارون پر غنیمت بے شمار کی تقسیم کرنے مین مصروف چھوڑ کر آئے ہین۔ اور اب اس امر کا بیان کرنا ضروری ہے کہ سیدنا امیر المومنین عمرؓ کا پہلا کام افواج شام کے لئے ایک مستقل سپہ سالار مقرر کرنا تھا۔ چنانچہ آپ نے اوس خط مین جو عین جنگ مین خالدؓ کو پہونچا تھا اسی انتظام جدید کے احکام صادر فرمائے تھے کہ امین الامت حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح امیر اعظم لشکر اور خزانہ وغیرہ ہون اور خالدؓ بدستور فوج کے جنرل تو ہین مگر حضرت امین الامت کے تحت حکم کام کرین مگر عوام کا یہہ خیال کہ امیر المومنین عمرؓ نے خالدؓ کو لشکر شام کی امارت سے ایک لخت موقوف کر دیا۔ بالکل غلط ہے۔ اس کے علاوہ بعض اور واقعات کو بھی غیر محقق بازاری گپ شپ والون نے نہایت لوطن مرچ لگا کر بیان کیا ہے کہ اس سے امیر المومنین عمرؓ اور خالدؓ مین خواہ مخواہ کی ایک ذاتی رنجش کا ثبوت ملتا ہے۔ یہہ ہمارے شیعی مورخین کے ڈھکوسلے ہین جنکو صاف دل سیدھے سادھے سنی لوگ سمجھتے نہین۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر صحابہ مین رنج تھا تو للہ تھا اور محبت تھی تو للہ تھی اُن قدسی صفات پاک نفوس مین ہماری طرح اغراض نفسانی کی لوث نہین ہوتی تھی۔ اگر مسلمان پیغمبر خدا کی فطرت کی فلاسفی اور پھر آپ کے اثر نسبت اور فیض صحبت کی حقیقت سے واقف ہون تو ہرگز صحابہ رسول کی نسبت ایسے غلط خیال قایم نہ کرین گے۔ یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ کے صحابہ کی نسبت بدظنی رکھنا

گویا دوسرے لفظون مین یہہ کہنا ہے کہ آپکے صحابہ آپکی فیض صحبت سے کچھہ بھی متاثر نہ ہوئے - یا تو جیسے تھے ویسے ہی رہے یا اوس سے بدتر ہوگئے مسلمانو! ذرا مخالفین کا بھی خیال رکھو کہ صحابہ کی برائیون کے ثبوت مین کہین رسول ہی تو زیر مخالفین منہ نہ آئین - یہہ ہماری جہالت اور بدبختی کا سبب ہے - ورنہ واقفین فطرۃ رسول اللہؐ اور آپکے اثر صحبت کی حقیقت جاننے والے ہرگز صحابہ سے بدظن ہو نہین سکتے اس سلسلے کے کیا معنی کہ رام اور کرشن کے فیض صحبت سے تو جانور تک انسان بن جائین - گرو نانک یا بدھ تاکے فیض صحبت و تعلیم سے آدمی ملک بنجائین مگر جلیل القدر پیغمبر عرب خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین جنکا رتبہ ع - بعد از خدا بزرگ ہین دارین مین وہی!! اسکے جلیل القدر صحابہ آپکے برسون کی رفاقت تعلیم و تربیت اور اثر صحبت سے کچھہ متاثر نہ ہوئے - بلکہ آپکے بعد بقول ہمارے شیعی کلمہ گو بھائیون کے کوئی تو مرتد ہوگیا اور کوئی کافر!!! - اسے معاذ اللہ معاذ اللہ مسلمانون نے رسول خدا کی کیا عزت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے جنکو جنت کی بشارت سے سرفراز فرمایا تھا اونکو بھی جھٹلویا اور عشرہ مبشرہ کی بشارتون کو اپنے ذاتی جھوٹ سچ منافقانہ وعدون کے مانند سمجھا - اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - آفرین ہے مسلمانون کے ایمان پر!! ایک ہندو آریہ فاضل نے اسی طرح کی تقریر سے مجھکو بند کرنا چاہا اور کہا کہ مسلمانون کے قول سے تمہاری نبی کے اقوال و افعال قابل اعتراض ٹھیرتے مین - نبی ہوکر تقیہ کرنا اور لوگون کو جنت کی بشارتین سنانا کچھہ کام نہ آیا کیونکہ بعض مشہور کتابون مین ہم نے دیکھا ہے کہ سوائے علی کے سب صحابہ مرتد ہوگئے تھے - پس اگر تمہارے پیغمبر سچے رسول ہوتے تو ایسے بے اثر نہ ہوتے - مین نے ان کے جواب مین کہا کہ سخت افسوس کی بات ہے کہ آپ مناظرہ کے لیے تو تیار ہوئے مگر اب تک مسلمانون کے مذہب متعدد سے آپکو خبری نہین - اوس نے تعجب سے کہا کہ - ایک اسلام اور اتنے مذہب

مستعد و مذاہب!!! مین نے کہا کوئی تعجب کی بات نہین کہ سب مذاہب کا یہی حال ہے
کچھ یہہ اسلام ہی پر موقوف نہین۔ غرض ایک طول تقریر کے بعد مین نے کہا کہ جو مذہب
صحابہ رسول علیہ السلام کا تھا وہی مذہب اہل سنت کا ہی لہذا وہی مذہب حق ہے۔ اور ہیہ دوسرے
ضال و مضل شاخین جو بعد نکلی ہین یہہ سب فی النار ہین۔ اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام
کے نسبت جو کچھ کہ آپ نے دیکھا ہے وہ کسی گمراہ ضال مذہب کی کتاب ہوگی۔ رسول
خدا کی تعلیم و تربیت اور فیض صحبت کا تو کیا کہنا ہے۔ ہم صرف اُس شخص کو جنہنے بحالت
ایمان رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہو صحابی کہتے ہین اور ہم اہل حق کے پاس صحابی کا درجہ
مرتبہ ہے نہ اوسکو کوئی قطب پہونچتا ہے نہ ولی نہ غوث ناظرین معاف فرمائین کہ
نبی و رسول کی حقیقت اور پھر انکے حوارئین و صحابہ پر ان کا اثر وغیرہ کے باب مین
ایک جدا گانہ رسالہ پیش کرونگا۔ مجھکو اسوقت خالد رضہ کے حالات لکھنے مین القصہ
یہہ خیال کرنا کہ امیر المومنین عمر رضہ کو خالد رضہ سے کوئی رنجش ذاتی تھی اس لئے آپ نے
اون کو محض خلیفہ ہونے کے معزول کیا واقعہ کے خلاف ہے۔ ایسے کمینہ پن کے
خیالات خلیفہ رسول اللہ کے ہو نہین سکتے۔ محقق مورخین نے وہی لکھا ہے
کہ جو مین نے درج کیا ہے۔ تمام مورخ اسبات پر متفق ہین کہ یرموک کی
لڑائی مین خالد رضہ نے ایکدن فوج کے لئے جدا جدا افسر مقرر کئے اور ہر شخص
باری باری سے اعلے حاکم صاحب اختیار بنا رہا۔ جنمین خود بھی خالد رضہ پہلے دن
سپہ سالار ہو گئے تھے۔ اور حضرت امیر المومنین عمر رضہ کے حکم کے بعد بھی خالد رضہ ہی فوج
کے سپہ سالار ہوتے رہے۔ وہ غالباً عراق کی سپہ سالاری کی معزولی تھی نہ کہ
شام کی۔ حضرت امیر المومنین عمر رضہ کے اس انتظام سے آپکی انتہا درجہ کی دور
اندیشی۔ خدا ترسی۔ حسن تدبیر۔ ملک داری کی قابلیت۔ انصاف پسندی
اور خلق اللہ کی ہمدردی کا مادہ جو خدا نے آپکو عطا فرمایا تھا۔ ظاہر ہوتا ہے

خالدؓ بے نظیر بہادر اور جنگ جو جری تو تھے ہی مگر بے پروا سخی اور بے احتیاط
بھی تھے گو یہہ حد درجہ توکل کے سبب سے ہو۔ مگر امیر المومنین عمرؓ ایسا ایک
متین۔ ثقہ۔ بردبار۔ اور ہر بات خالق کا اوٹھانیوالا۔ اور مخلوق کے بُرے
بھلے کا پیش خدا ذمہ دار حاکم با اختیار کیونکر جایز رکھے کہ خالدؓ اسقدر مطلق
العنان۔ آزاد اور بے پروائی مین بسر کرے پس نہایت تدبیر سے کام
لیا گیا کہ آپ کو امین الامتہ کی نگرانی مین رہنے کیلئے امر کیا گیا۔ اور یہہ وہ
جلیل القدر صحابی تھے کہ خود خالدؓ انکا حد درجہ ادب و عزت کرتے تھے۔ غرض
صرف عبیدہؓ ہی اس رتبہ کے شخص تھے کہ خالدؓ نے بہہ خوشی انکی اطاعت قبول کی
اور کسی قسم کا ملال دل پر نہ لایا۔ واہ شجاعت اور تابعداری مین نہایت جوش
اور سرگرمی رہی۔ یہہ اسلام کا دراصل یک کرشمہ تھا۔ اور اگر سچ پوچھو تو خالدؓ
کی اس ماتحتی مین سوائے انکی بے پروائیون کی روک کے خالدؓ کے رتبہ مین
کوئی فرق نہ آیا۔ کیونکہ ملٹری اختیارات سے اب بھی وہی شام کے سپہ سالار تھے۔
الحاصل۔ سر ولیم میور کا بیان ہے کہ ابی عبیدہؓ بن الجراح نے خالدؓ کی دلدہی
اور تسلی کے نظر کرکے یہہ فرمایا کہ بھائی خالدؓ اس امر کا ہرگز ہرگز خیال نہ کرنا۔
کہ آپنے باتباع حکم امیر المومنین امارت کو میرے سپرد کر دیا۔ حالانکہ مین وہ ہون
کہ حسب سابق آیندہ بھی ہر امر مین آپ ہی سے مشورت لونگا اور آپکے ہدایات
پر پوری فرمان برداری کے ساتھ عمل کرون گا۔ خالدؓ نے کہا یہہ آپ کیا فرما
رہے ہین کہ آپ جلیل القدر صحابی رسول کریمؐ اور ملقب بہ امین الامتہ ہین
مین تو سابق مین بھی آپ ہی کو اپنا افسر سمجھتا تھا اور ہر امر مین بغیر مشورت
آپکے کسی کام مین تقدیم نہ کرتا تھا مگر اب زیادہ تر حضرت امیر المومنین کی اطاعت
اور آپکا اتباع کرنے کے لئے موجود ہون۔ غرض اس گفت و شنود کے بعد

خالدؓ نے اپنی عمدہ ترین جنگی لیاقتون کو اشاعت اسلام اور قومی خدمتون مین صرف کیا۔ اور پھر بھی درحقیقت سپہ سالار شام گویا وہی تھے اور امین الامۃ کا وہی سلوک آنکے ساتھ رہا جو سابق مین تھا۔ اس کے بعد مسلمانون نے یرموک کے میدان سے فارغ ہوکر شمالی ممالک کے جانب رخ کیا۔ اس اثنا مین خبر لگی کہ یونانیون کی شکست خوردہ اور پراگندہ فوج کی کچھ سپاہی فلسطین مین جمع ہو گئے ہین وہ ایک مستقل لشکر بن گیا ہے۔ لہذا اسکی اطلاع امیرالمومنین کے خدمت مین کی گئی اور آپ ہی کے فرمان کے مطابق ایک مضبوط دستہ اسلامی فوج کا اوسکو روکے رکھنے کے لئے روانہ کرکے کامل لشکر اسلام دمشق کو بڑھ گیا۔ دمشق دنیا مین سب سے پرانا اور باعظمت شہر تھا۔ قیصر نے مسلمانون کے پہونچنے سے پہلے ایک بڑی فوج بھیجکر اوسکو مضبوط اور مستحکم کردیا تھا۔ اور خود جنگی انتظام کرنیکے لئے حمص مین بیٹھ رہا۔ مسلمان بھی ان متفرق افواج کے روکنے سے غافل نہ رہے۔ دمشق کو پہونچکر یونانیون کی کثیر فوجون کو ایسی شکست فاش دی کہ مجبور ہوکر آخر قلعہ بند ہو گئی اور مسلمان محاصرہ کئے ہوئے پڑے رہے۔ اس کے مغربی جانب امین الامۃ تھے اور مشرقی سمت پر جہان تھے خالدؓ۔ اور صبح و شام چھوٹی چھوٹی لڑائیان بھی ہوتی رہین۔

اہل دمشق قلعہ مین اس انتظار مین بیٹھے رہے کہ موسم سرما کی ناقابل برداشت سردی کی تاب نہ لاکر مسلمان چل کھڑے ہونگے مگر مسلمانون نے اس قدرتی دشمن کا ایسا خیر مقدم کیا کہ موسمی جاڑا دن کی گرمیون میں بھی پالا پڑ گیا اور نہایت سرد مہری کے ساتھ ٹھنڈی سانسین بھرتے ہوے جاڑے پیچھے قدم ہٹ گئی پھر تو کیا پوچھنا تھا کہ موسم گرما نے نوجوان عربون کی رگون مین تازہ جوش

خون پیدا کیا اور وہ مکرر بڑی ہی سرگرمی اور حرارت اسلامی اور شدت سے
محاصرے مین مشغول ہوئے - اب دمشق کی امیدون کی بیرقین مایوسی کی ہوا
مین اوڑنے لگین - خالدؓ کی بن آئی - آپ نے امین الامۃ کو اطلاع کر کے
ایک بارگی ہلہ کر دیا پھر خندق کو تیر کر او رکمند ڈال ڈالکر بہادران اسلام کو
شہر مین داخل کر دیا - دروازے کھلنے او رصدائے تکبیر اہل اسلام کے بلند ہونیکی
کی دیر تھی کہ فتح نے آگے بڑھکر مصافحہ کیا اور مبارکبادی اور یہہ شہر عین موسم
گرما ۱۳ھ مین فتح ہو گیا - اس معرکہ مین خالدؓ کی تلوار کبھی نہ رکتی اگر امین الامۃ
ایسے رحم دل سردار سے شہر کے لوگ صلح اور معاہدہ کر کے امان نپا چکے ہوتے
امین الامۃ ابو عبیدہؓ کا قصد تھا کہ دمشق سے سیدھے حمص کو جا کر خود ہرقل پر
حملہ کرین - مگر امیر المومنین عمرؓ نے منع فرمایا کہ جب تک یونانیون کی فوج عقب
مین رہے آگے نہ بڑھین - اسلئے یزید بن ابی سفیان کو دمشق کا حاکم مقرر کر کے
فلسطین کے طرف ہٹے اور یرموک کو دوبارہ عبور کر کے فحل مین جا ٹھہرے
یہان پر مسلمانون کو یونانیون کی اسی ہزار فوج سے مقابلہ ہو گیا آخر یونانیونکو
شکست ہوئی اور انکے فوج کا مارا گیا - سیف اللہ خالدؓ اور ضرارؓ کی جانبازیون
اور شجاعتون نے ان مواقع پر عجیب عجیب کرشمے دکھلائے - اس فتح کے بعد
مسلمانون کا لشکر حمص کو جانیکے قصد سے دمشق کو لوٹ آیا - یہان ذوالکلاع
حمیری اپنے فوج کو لئے ہوئے دمشق کی حفاظت کرنے کیلئے شمالی جانب مین
پڑے ہوئے تھے یہہ بھی پھر سے فوج حمص کو جانیوالے لشکر مین شامل ہو گئے -
دمشق پر ایک اور دفعہ قسمت آزمائی کرنیکے لئے یونانیون نے دو فوجین لیکر
جن مین سے ایک فوج کا سردار ہرقل کا بھائی تھیوڈر تھا مسلمانون پر حملہ
کر دیا - لیکن یہہ انکی صرف حرکت مذبوحی تھی - جسکا ثمرہ انکو یہہ ملا کہ یزید اور

سیف اللہ خالدؓ کے لشکر نے یونانیون کے لشکر کو گھیر کر پاش پاش کر ڈالا اور دوسری فوج کو امین الامتہ ابو عبیدہؓ نے ایسا بھگایا کہ پھر وہ اس شہر کے کسی حصہ مین جمع ہونیکے لایق ہی نہ رہے۔

اب مسلمانون کا لشکر حمص کی راہ مین بعلبک کو فتح کرتا ہوا بغیر کسی مزاحمت کے حمص مین داخل ہو گیا۔ لیکن ہرقل اسوقت یہان نہ تھا۔ انطاکیہ کو چلا گیا تھا حمص کا محاصرہ بھی لشکر اسلام نے بہت طول عرصہ تک کیا۔ تمام موسم سرما مین بھی مسلمان لڑتے بھڑتے رہے سردی نے انکا کوئی نقصان نہ کیا مگر ادمیون کے اوس پڑے ہوئے دل گرمیون کے آنے پر بھی ٹھنڈے اور پژمردہ ہی رہے آخر کار ہار مانکر صلح کی درخواست کی سیف اللہ خالدؓ بن ولید ہر چند کہ صلح پر راضی نہ ہوئے مگر رحم دل امین الامتہ ابو عبیدہؓ نے معمولی شرایط صلح کو منظور فرما لیا۔

عبادہ کو حمص مین متعین کر کے مسلمانون کا لشکر شمال کو بڑھتا اور متعدد چھوٹے بڑے شہر فتح کرتا گیا خالدؓ نے بڑھکر قنسرین کی فوج کو ایک شکست فاش دی۔ حلب اور قیساریہ بھی فتح ہو گئے۔ اور ابو عبیدہؓ نے انطاکیہ کیطرف رُخ کیا جو شمالی شام مین ایک عالیشان شہر اور دنیا کے بڑے دار الخلافون مین کچھ کم مشہور نہ تھا۔ یونان کی شکستہ فوجین وہان جمع ہو گئی تھین اور یہ جیسا کہ ضروری تھا ایک بڑی سخت لڑائی ہوئی یونانیون کا آخری چارہ صلح کر لینے اور مسلمانون کی قوت کے سایہ مین پناہ لینے کا تھا ہرقل انطاکیہ چھوڑ کر یکے بعد دیگرے وہ جس شہر مین گیا آخر اوسکو وہ بھی چھوڑ دینا پڑا۔ کیونکہ حضرت خالدؓ اس کی قضا کی طرح اُس کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور فتوحات پر فتوحات کرتے ہوئے بڑھتے چلے جاتے تھے۔ ہرقل آخر کار شام سے مایوس ہو گیا۔ اور حسرتکی

نگاہون سے اسکو دیکھتا ہوا اور ملک کو خیرباد کہتا ہوا ۱۵ھ مین قسطنطینیہ مین جا مقیم ہوا۔

شام کا ملک دریائے فرات سے ساحل سمندر تک فتح ہوگیا تھا اور تمام رعایا مسلمانون کی باج گذار اور پناہ خواہ ہوگئی تھی۔ اسی اثنا مین عمرو بن العاص اور شرجیل بن حسنہ نے فلسطین کے بہت سے شہر فتح کرلئے تھے اور ویسی ہی کامیابی سے اس مغربی صوبہ کو زیر کرنے جا رہے تھے۔ بطریق ارطبون نے جو فلسطین کا حاکم تھا اپنی مضبوط فوج کے دو حصے کئے ایک کو یروشلیم کی حفاظت کے واسطے چھوڑا اور دوسرا حصہ جو پچاس ہزار سے کم نہ تھا ساتھ لیکر مسلمانون سے زور آزمائی کرنیکے واسطے اجنادین پر آ پڑا۔ اجنادین کی جنگ جو یرموک کیطرح نہایت سخت لڑائی تھی ویسی ہی فلسطین کی قسمت کا بھی فیصلہ کرنے والی تھی۔ ارطبون شکست کھا کر اور اپنی قسمت کا فیصلہ کرکے یروشلیم کو بھاگ گیا اور عمرو بن العاص بھی ایلیا کے تمام شہر فتح کرتے ہوئے یروشلیم تک پہونچ گئے ارطبون تو اجنادین پر شکست کھا کر پہلے ہی ہمت ہار چکا اور مارے دہشت کے لوگ دم مصر کو بھاگ گیا تھا۔ یروشلیم یعنے بیت المقدس کے مقدس بطریق نے لڑائی کی تاب نہ لاکر صلح کی اور شہر کو مسلمانون کو حوالہ کردینے کی خواہش کی مگر اس شرط پر کہ خود امیرالمومنین خلیفہ دنیائے اسلام سیدنا عمرؓ شرائط صلح مقرر کرنیکے واسطے بنفس نفیس وہان پر تشریف لائین حضرت عمرؓ اس کی اطلاع پاتے ہی تیار ہوگئے۔ اگرچہ بعض اصحاب بکمال محبت آپ کے جانے پر راضی نہ ہوئے مگر آپ نے کسی کی نہ سنی اور تن تنہا یروشلیم کو روانہ ہوگئے اور سیدھے جابیا مین جا پہونچے۔ یہہ سب سے پہلا موقع تھا کہ خلیفۂ اسلام نے حدود عرب سے باہر قدم رکھا۔ جابیہ پہونچے

فاضل اور غیر متعصب مورخین آپکے اس تن تنہا سفر کرنے پر سخت تعجب ظاہر کرتے ہین کہ اسلام کے روئے زمین کا خلیفہ اور ایسا سفر!!! ابو عبیدہؓ نے مع یزید اور خالدؓ کے آپکا استقبال کیا - اور بطریق یوروشلیم کی جانب سے ایک سفارت شرائط صلح مقرر کرنیکے واسطے آئی صلحنامہ مرتب اور دستخط ہونے کے بعد اوسکو بطریق کے پاس لیگئے اوسنے بہی منظور کرلیا اور فوراً یوروشلیم اور رباطات وغیرہ کے دروازے کہولدیے گئے بعد تصفیہ امور ضروری وطے مراتب کے امیر المومنین عمرؓ اوسیوقت بیت المقدس سے ۱۵ھ مین مدینہ منورہ کو واپس چلے گئے اور اس ورود مسعود پر اہل مدینہ کو نہایت مسرت ہوئی مگر آپکا دفعتاً چلے جانا اور اچانک واپس آجانا ایک ایسی حیرت انگیز بات ہے کہ سوائے مسلمانون کے دوسرون کو بمشکل اعتبار آتا ہوگا ابہی ناظرین چونکہ مین صحیح واقعات کو قلمبند کر رہا ہون شاعرانہ تک بندیون سے بچنا میرا فرض ہے اور ہی اسکے واقعات کی صداقت مین جو لطف آتا ہے اوسکو وہی لوگ خوب جانتے ہین جو صداقت پسند ہین - لکہا ہے کہ خالدؓ کی بے نظیر شجاعت کی وہ دہاک بندھ گئی تہی کہ بڑے بڑے بہادر تلوار کے دہنی جب آپکا نام سنتے تہی تو اُن پر ایک ہیبت کا اثر ہوتا تہا اور مقابلہ کے لئے ایک پہلوان دوسرے پر ٹال دیتا تہا یہی حال فرار کی شہرت کا بہی تہا - خالدؓ کی آمد کی خبر سنکر کفار کی عورتین اور بال بچے رونا چلانا آغاز کرتے تہے علاوہ برین شہرت شجاعت نے کفار مخالفین اسلام کو آپ کی دیدار کا از حد مشتاق بنا دیا تہا -

واقعہ - چنانچہ حدیقۃ الاسباب مطبوعہ حیدرآباد صفحہ ۲۸۸ مین ایک واقعہ لکہا ہے - کہ ضحاک بن حسان طائی جو آپ کے بہت مشابہ تہے جب بطورس کے مقابلہ کے لئے نکلے تو رومیون نے یہہ سمجھکر کہ آپ ہی

خالد بن ولید مین ایسا ہجوم واژدہام کیا کہ بطوریس کے خیمہ کی رسیان ٹوٹ گئین اور ایک بلوۂ عام ہوگیا۔ اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ مبارزین نے جب سنا کہ آپ خالد ہین تو ان کے ہاتھون مین رعشہ پڑگیا اور تلوارین گر پڑین۔ ناظرین خدا کے لئے انصاف فرمائین کہ کفار کی ریاستون مین عموماً بطارقہ اور پہلوانان نامی ہنرمند اپنے فن مین مشہور کرتب پھکیت تیغ باز۔ کشتی گیری اور سپہ گری وظیفہ یاب تھے کہ جنگ کے وقت کام آئین اور اپنے جوہر فن دکھلائین اور وہ تھے بھی ایسے۔ کہ کوئی انکا مقابل ہی نہ تھا۔ مگر عربون کے نئے بتلائے کہ حرب کی تعلیم و ورزش کے لئے کونسا مدرسہ تھا اور انہون نے کہان تعلیم پائی تھی۔ یہ بیچارے تو مشہور قایم اللیل اور ہمیشہ کے صایم النہار دبلے پتلے اور دنیا سے نفرت کرنے والے تھے۔ پیٹ بھر کے

روٹی کھانا تک انکے یہان گناہ مین داخل اور تقویٰ کے خلاف تھا پھر ایسے اللہ والے لوگ بھوا دریاسونکا۔ نامی ہنرور پہلوانونکا مقابلہ کرنا اور انکو بے تکلف مار لینا جیسے کہ ایک باز چڑیا کا شکار کر لیتا ہے کسقدر حیرت انگیز بات ہے مین تو اسکو اسلام کا صرف اعجاز سمجھتا ہون جو حضرت نبی کریم کی مبارک صحبت کے برکات سے ایک ادنےٰ اثر تھی مین کچھہ عقیدتاً نہین کہتا بلکہ واقعات موجود ہین جسکا جیچاہے دیکھ لے۔ حضرت خالد کی جانبازی و شجاعتونکا خلاصہ مکرر عرض کرتا ہون کہ قند مکرر کا لطف حاصل ہو۔ مگر مین نے اسمین بعضا کی مشہور لڑائیونکا حال عمداً چھوڑ دیا ہے کہ جس مین خالد بحکم حامی امیر المومنین عمر رضی تمام لشکر و نکے امیر العساکر مقرر ہوئے تھے یہ اسلئے کہ بعضا متبرک مقام جہان بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رسول مقبول آسودہ ہین اور وہان پر ان حضرت کی جانبازیان ایسی نہین ہین کہ سرسری طور پر اسکا حال لکھکر چھوڑ دیا جاوے مگر ہمارا قصد ہے کہ بعضا کے جنگونکے حالات کے متضمن ہم ایک مستقل رسالہ علیحدہ تالیف کرینگے جسمین خالد کی امارت اور واقعات شجاعت کا تفصیلی ذکر ہوگا انشاءاللہ تعالےٰ۔

اب ہے ترتیب واقعات۔ اس امر میں میں خود مجبور ہوں اسلئے کہ جن کتب سے کہ میں نے ان واقعات کو غا سے
خود ان میں تقدم و تاخر یا بالعکس و بے ترتیبی و تکرار وغیرہ کا نقص ہو تو ہے لہذا امید ہے کہ میں معاف کیا جاؤں
الحاصل بعد وصال حضرت رسول مقبول کے خلیفہ اول صدیق اکبرؓ نے خالد بن ولید کو
مرتدین کی تنبیہ و استیصال کے لئے مختلف مقامات پر روانہ فرمایا۔ کما مرّ
اسکے بعد آپکو مثنی بن حارثہ شیبانی کی مدد کے لئے عراق کو جانیکا حکم دیا
اور بقول بعض مورخین کے آپ یمامہ ہی سے امارت کا حکم حاصل کر کے

عراق عرب و عجم کے طرف متوجہ ہوئے۔ نائب کسریٰ یعنی
ابن صلوبا مغلوب ہوا اور صلح کی درخواست کی اس کے بعد حیرہ پہونچے
یہاں کا حاکم نائب کسریٰ مسمی قبیصہ بن ایاس طائی تھا۔ بعد جنگ کے
اس نے بھی صلح کر لی۔ اس کے بعد آبلہ فتح کیا۔ اس جنگ میں ہرمز پہلوان
نامی سے دست بدست مقابلہ ہوا۔ ہرمز کو آپ نے قتل کیا جسکا تاج ایک
لاکھ دینار کا تھا پھر اس کے بعد فاذن۔ مدار۔ ولیجہ۔ لیس۔ انبار عین التمر
و دومۃ الجندل حصید۔ مضیخ۔ فراض۔ ارکہ۔ تدمر۔ حوران۔ سخنہ۔ قریتین
وغیرہ کو یکے بعد دیگرے فتح کیا۔ اس کے بعد آپکا تقرر شام کی امارت
پر ہوا۔ آپ عمرو بن عاص سے بصرہ میں جا کر ملے اور جنگ میں شامل ہو کر فتح عظیم
حاصل کی۔ یہاں سے دمشق گئے۔ بیت لہیا کی فتح ہوئی۔ آپ نے نامی
امراء و پہلوانان فوج مخالفین کو مثلاً عزرائیل و تیوزا دکلوص حمران صلیب
پرستوں کو قتل کیا۔ بہادر عرب ضرارؓ کو قید سے چھڑا لیا۔ بولص و
بطرس کو مار ڈالا۔ پھر قوم عرب کے عصمتان نقاب پوش حیا پرور
و شجاعت فطرۃ دختران حور سیران ملایک منظر کو قید سے چھوڑایا۔ اسکے بعد جنگ
اجنادین ہوئی۔ شاہی و نامی مشہور پہلوان وردان کو قتل کیا۔ دوبارہ دمشق

کو آگھیرا۔ سعید بن آبان شہید ہوئے جو چند ہی یوم کے دولہا تھے
انکی دولہن نے جب یہہ خبر سنی جو ام ابان بنت ربیعہ تھین۔
تو اما دہ جنگ ہوگئین + اس جری دولہن نے ایک ہی تیر مین سردار لشکر
کفار تو ما کی انکھہ پھوڑ ڈالی پھر یرموک پر بڑی سخت جنگ ہوئی اس اثنا مین
مدینہ منورہ مین خلیفہ رسول اللہ حضرت صدیق اکبرؓ کا انتقال ہوگیا اور حضرت
امیر المومنین سیدنا عمرؓ اب خلیفہ مقرر ہوئے۔ تو خالدؓ کو دربار خلافت سے
امین الامتہ حضرت ابو عبیدہ رضؓ کے تحت حکومت کام کرنیکا حکم ملا + اسکے بعد خالدؓ
حمص پہونچے اور معرات در سمعان۔ حلب و بلاد عواصم کو فتح کیا اور پھر آپ نے
حمص۔ رستن۔ حمات اور شیرز والون نے صلح کرلی۔ قنسرین۔ بعلبک فتح الروم
مداین + پھر یرموک اور حمص پر فتح ہوئی۔ جنگ حمص کے بعد خالدؓ مدینہ منورہ کو
واپس تشریف لے گئے اور اسی ارض مقدس مین آپکا وصال ہوگیا
پس قرب و جوار مبارک حضرت رسول مقبول صلعم سے سرفرازی نصیب ہوئی
الحاصل یہہ خلاصہ ہے حضرت خالدؓ کے واقعات مسلسل کا۔ اب ہم بعض
عجیب و غریب واقعات کو بھی جو متعلق آپکی شجاعت سے ہین بیان کیا جاتے ہین
جو فی نفسہ فوق الفطرت ہین۔

واقعہ اولین

جب خالدؓ کو حضرت صدیق اکبرؓ نے امیر مقرر کرکے براہ عین التمر شام کو جانیکا حکم دیا تو خالدؓ نے
ایک خط اس امر کی اطلاع کا لکھکر عامر بن طفیل دوسی کو دیا اور کہا کہ تم اسکو امین الامتہ
کو پہونچا دو وہ یہہ خط لیکر شام کی طرف چلے ستھے۔ دھوپ کا موسم راستہ
بے آب تھا۔ اور انہین تشنگی شدت سے تھی۔ انکو دور سے ایک چرواہا
کہ کچھہ پی رہا تھا شدت تشنگی تو تھی ہی۔ آپ سمجھے کہ وہ دودہ پی رہا ہے کہ وہ دودہ کی تواضع آپ کرے اس خیال سے

خیال سے اوسکی طرف چلے گیا دیکھتے ہین کہ وہ شراب پی رہا ہے - اونھون نے
اسکو دھمکایا مگر اوسنے کہا کہ جناب عالی یہ شراب نہین ہے پانی ہے چاہیے
اوترکر سونگھ لیجئے یہ سن کر آپ اترے اور سونگھنے کی غرض سے سر جھکایا ہی تھا
کہ اوس ملعون نے آپکے سر پر ایسی لاٹھی ماری کہ ہڈی ٹوٹ گئی اور بیہوش ہوکر
گر پڑے پس اوسنے موقع پاکر آپکو رسی سے باندھ لیا اور کہا کہ قیافہ سے
تم اصحاب محمد سے معلوم ہوتے ہو - جبتک میرا مالک بادشاہ کے پاس سے
نہ آجاویگا تب تک تمکو نہ چھوڑونگا - اب خالد بن ولید کی غیبی امداد کا حال سنئے
کہ جب وہ ارض سماوہ تک پہونچے پانی کے بندوبست کا حکم دیا - رافع بن عمیرہ
الطائی نے جو اوس سرزمین سے واقف تھے (۳۰) اونٹون کو سات دن پیاسا
رکھکر خوب پانی پلایا اور ہر منزل پر دس اونٹ ذبح کرکے پانی گھوڑون کو
پلاتے اور گوشت خود کھاتے رہے - اس طرح تین منزلین تو قطع ہوئین لیکن
دو منزلون مین پانی کے نہ ملنے کی وجہ سے لوگ قریب بہ ہلاکت پہنچے اسوقت
رافع نے باوجود آشوب چشم پانی کو بہت تلاش کیا اور ایک مقام پر پہنچکر
مسلمانون کو بتلایا کہ یہان کھودین پس کھودنا ہی تھا کہ پانی اوس مقام سے
ابلنے لگا - سب نے اللہ تعالی کا شکر ادا کیا - اور رافع کے ممنون ہوئے
اور کچھہ پانی لیکر اون لوگون کے تجسس مین چلے جو مجبوری پیچھے رہ گئے تھے
اونکو پانی پلاکر ساتھہ لیا اور کچھہ دیر آرام لیکر تیزی سے چلے - یہانتک کہ مقام
ارکہ ایک منزل رہ گیا اوسیوقت ایک آبادی نظر آئی مسلمانون نے جاکر دیکھا
کہ ایک چرواہا شراب پی رہا ہے اور ایک عرب سکین بندھا پڑا ہے اوسکی اطلاع
پاتے ہی حضرت خالد اوس جگہ پہنچے اور پہچانا کہ قیدی عامر بن طفیل ہین پہنچکر
اونکا حال دریافت کیا - اونھون نے سارا قصہ کہہ سنایا اور کہا کہ آج

تین دن ہوئے جب یہہ شخص شراب پیتا ہے تو بقیہ میرے منہ ڈالدیتا ہے یہہ سنکر
خالد بن ولید غصہ سے تھرا گئے اور ایک ضرب مین اُس فیری گستاخ مردود کا سر
اوڑا دیا اونٹ بکری سب کے لیئے اور ساری جگہ کھود ڈالی اور عائر کو قید سے
چھوڑا کر ملک شام کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ اسیکو امداد غیبی کہتے ہین ۔

واقعہ۔ دومین

جنگ اجنادین مین جب کفار کو سخت شکست ہوئی اور بڑے بڑے افسرانکے
مارے گئے تو اوسوقت وردان کے دل پر مسلمانون کا بڑا رعب چھا گیا۔ پھر
اوسنے ہمرہنگان باقی ماندہ کو جمع کیا اور بکمال ندامت وافسوس سے کہا۔
کہ سنواے صلیب کے پوجنے والو اہل عرب نے تم لوگون کو پست کر دیا او
تم کو شرم نہین آتی ہے۔ کہ تمہاری عورتون اور ماؤن اور اولادون کو پکڑ لیا
افسوس ہے کہ یہ وہ ننگے بھوکے جو تمہارے نزدیک کچہہ شمار مین نہ تھے وہ ہر
طرح کے میوہ جات تمہارے شہرون کی کھا کر آج تم پر ایسے غالب ہین کہ تمہاری
آبرو خاک مین ملا دی ہے۔ وغیرہ،، وردان کے اس کلام کو سنکر رومی چلا چلا
کر رونے لگے اور وردان سے کہا کہ جب تک ہمارے دم مین دم ہے ہم اُنسے
و لڑین گے اور تیرون اور نیزون اور تلوارون سے اونکو مٹاوینگے
وردان یہہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اور رؤسائے بطارقہ کو مشورے کیلیے
بلایا اُن مین سے ایک شخص نے کہا کہ اے وردان تو بلا مین ڈالا گیا ہے تو
اُن لوگون سے برابری نہین کر سکتا کیونکہ تونے دیکھہ لیا کہ ایک ایک آدمی اُن مین کا
ہمارے تمام لشکر پر حملہ کرتا ہے اور اون لوگون نے دل سے یقین کر لیا ہے اپنے نبی
کے قول کو کہ جو شخص مسلمان مارا جائیگا وہ بہشت مین داخل ہوگا۔ اور جو کوئی
ہم لوگون مین مارا جائیگا وہ دوزخ کو جائیگا۔ ہمارے لوگ بہت مارے گئے

اور اونکے طرف کے تھوڑے۔ کوئی صورت تیرے واسطے بہتر نکی نہین۔ مگر
ایک تدبیر مین بتاتا ہون کہ توکسی حیلہ و فریب سے اون کے سردار سے ملکر اوسکو
مار ڈال وہ یہ تدبیر ہے کہ دس جوان دلیر اپنے لشکر سے لیکر اُس مقام پر گھات
مین چھپا دے جہان مسلمانون کا سردار باطمینان تجھسے گفتگو کرے اور موقع پاکر
اپنے آدمیون کو پکار اور اوسکو قتل کر دے۔ وردان یہ کلام سنکر خوش ہوا
اور کہا میری بھی یہی رائے ہے پھر وردان نے ایک شخص داود نام جو حمص
کا رہنے والا تھا اوسکو بلا کر کہا کہ تو بہت خوش تقریر ہے اہل عرب کے
پاس جا کر کہدے کہ آج باقی دن تک لڑائی ہمسے موقوف رکھین اور صبح کی
وقت اونکا سردار ہمارے طرف آوے تاکہ مین بذات خود جا کر اوس سے
ملاقات کرون اور پھر صلح کر لون۔ داود نے کہا کہ تو خلاف حکم بادشاہ کے کرتا ہے
مین بھی درمیان مین پڑکر مارا جاؤنگا۔ وردان نے کہا کہ تو واقف نہین اس امر
مین ایک فریب کا مین نے قصد کیا ہے کہ مسلمانون کے سردار کو مار ڈالون۔ داود
نے کہا کہ اس ارادے کو چھوڑ اور کچھہ بہادری کو دکھلا۔ کیونکہ یہہ فریب تیرا چلیگا
نہین۔ وردان نے غصہ مین آکر داود کو جھڑکا اور اہل عرب کے طرف روانہ
کیا۔ داود لشکر عرب کی طرف گیا اور پکار کر پیغام وردان کا سنایا۔ خالد یہہ
سنکر اوسکے سامنے آئے اور دیر تک سوچ مین رہے پھر کہا کہ اگر وردان
کوئی فریب کیا چاہتا ہے تو قسم ہے خدا کی ہم جڑ فریب کی ہین ہم کو وہ
اپنے مال کا لالچ دیکر اگر کوئی حیلہ کیا چاہتا ہے تو ہم ہرگز مصالحہ نکرینگے مگر
تمہاری جماعت اور اولاد اسلام قبول کرے یا جزیہ ادا کرے۔ داود
نے کہا ایسا ہی ہوگا۔ پھر دل مین کہا کہ قسم ہے خدا کی سچا ہے عربی اپنے قول
مین۔ وردان خود بھی اُسکے ہاتھ سے مارا جائیگا اور ہمکو بھی قتل کراسے گا۔

پس مفر اسی مین ہے کہ جو حال ہے سچ سچ کہدون - اور اپنے اور اپنے اہل
کے واسطے امان لے لون پھر کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ تم اے سردار - آپ کی
ساتھ دروان نے بیشک فریب کیا ہے اور سارا قصہ بیان کیا اور امان
چاہی - خالد رض نے فرمایا کہ مین نے تجھکو امان دی اور تیرے مال اور اولاد کو
بھی امان دی بشرطیکہ تو ہم سے فریب نہ کرے - پھر قوم کے گھات مین بیٹھنے
کی جگہ دریافت کی اوس نے کہا کہ وہ جگہ نزدیک فلان ٹیلہ کے دائین جانب
لشکر کے ہے - پھر رخصت ہو کر پلٹ گیا اور اپنے سردار سے جواب خالد رض کا
بیان کیا وہ خوش ہوا کہ فریب چلگیا اور دس آدمی بہادر اپنی قوم سے بلا کر اُن
سے کہا کہ تم پیدل ہو کر جاؤ اور پوشیدہ بیٹھ رہو اور سب کچھ اونھین سمجھا دیا
اودھر خالد رض نے ابو عبیدہ رض سے وہ راز جو اوس گبر نے کہا تھا بیان کیا اونھون
نے کہا - کہ دس آدمی آپ بھی مقابلہ کے واسطے گھات مین چھپا کر قریب رومیون
کے بٹھا دو - جسوقت وہ اپنے قوم کو پکارے تم اپنے قوم کو پکارو ہم سب
گھوڑون پر تیار رہین گے - پس ضرار رض اور رافع رض وغیرہ دس آدمیون کو بلایا -
اور حیلہ و مکر سے رومیون کے آگاہ کیا اور کہا کہ جاؤ تم سب گھات مین چھپ کر
بیٹھو جسوقت مین پکارون دوڑو اور ایک ایک کے مقابلہ کے واسطے جدا ہو
جاؤ اور مجھکو دروان کے مقابلہ پر چھوڑ دو - ضرار رض نے کہا کہ اے سردار یہ
معاملہ بہت خطرناک معلوم ہوتا ہے مبادا وہ تم کو کچھ برائی نہ پہنچائین میری
رائے یہہ ہے کہ ہم لوگ اسی وقت اون کی گھات کی جگہ جائین اگر سوتا
پائین تو قبل صبح کے مارلین اور اون کی جگہ پر ہم لوگ پوشیدہ ہو کر
بیٹھین جسوقت تم اور تمہارا دشمن نزدیک ہو ہم لوگ اوس کی طرف
گھات سے نکلین - خالد رض اس کلام پر ہنسے اور کہا اچھا یون ہی کرو - اللہ تعالے

تمکو اوپر پہنچا سے۔ پھر ضرارؓ مع ساتھیون کے تلوارین لیکر ٹیلہ پر پہنچے اور اپنے
ہمراہیون کو وہان ٹھہرا کر قوم کفار کی خبر لینے کو چلے۔ پہاڑ اور ٹیلون کی آڑ مین
چھپتے ہوئے نزدیک اُس قوم کے پہنچے۔ کیا دیکھتے ہین کہ لوگ مشقت جنگ سے
بیہوش سو رہے ہین پس آ کے اپنے ساتھیون کو آ کر بشارت دی اور مشورہ کیا
کہ جہان تک ہو سکے اپنی آوازون کو چھپاؤ اور چاہیئے کہ ضرب تلوارون کی یک
ہو اور آہستہ اُن تک پہنچے اور ایک ہی وار مین اُنکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے پھر خدا کا شکر ادا
کرتے تھے کہ اتنے مین سپیدی صبح کی دکھائی دی اِن سبھون نے رومیون
کے کپڑے پہن لئے اور چھپ کر بیٹھ گئے۔ مقتولون کو مٹی مین چھپا دیا حضرت
خالدؓ نے نماز صبح پڑھکر اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور لباس سرخ ریشمی پہنا اور
زرد عمامہ باندھا۔ رومیون نے بھی صف بندی کی۔ دردان نے ایک سوار
بھیجکر درخواست اپنی یاد دلائی۔ خالدؓ نے کہا آگاہ کر دردان کو مین آتا ہون
دردان یہ خبر سنکر تاج مرصع سر پر رکھکر نکلا۔ ادھر خالدؓ نے ابوعبیدہؓ سے کہا
کہ میرا گمان یہہ ہے کہ ضرارؓ ہمارے دشمنون تک پہنچ گئے ہین۔ تم جسوقت مجھکو
حملہ کرتے ہوئے دیکھو مع لشکر کے حملہ کیجیو۔ پھر مسلمانون کو سلام کیا اور چلے گئے
جب دشمن خدا نے دیکھا کہ خالد رضی اللہ عنہ آتے ہین اون کے لباس سادہ کو دیکھکر
متعجب ہوا جب نزدیک پہنچے اسیوقت دردان ٹیلہ سے قریب ہوا اور اشتر
سے اُتر پڑا۔ خالدؓ بھی اپنے گھوڑے سے اُترے اور دونون بیٹھ گئے۔

گفتگو خالدؓ کی دردان سے
اور گھات سے نکلنا ضرارؓ کا
اور قتل کرنا دردان کو۔

خالدؓ نے اوس سے کہا کہ کہہ جو کچھ کہنا چاہتا ہے۔ لیکن
راہ حق اور صداقت کو ہاتھ سے نہ دینا۔ دردان نے
کہا کہ تم خونریزی ترک کرو اور جسقدر مال چاہو
ہمسے صدقہ مین لیلو تم لوگ ننگے اور بھوکے مرتے

(اسکی یہ گستاخانہ تقریر اپنے پوشیدہ سپاہیونکے بھروسے پر تھی)

ہوئے ہو آپ نے فرمایا کہ او دردان۔ اللہ تعالیٰ غالب و بزرگ نے ہمکو بے پروا
کیا ہے مال سے اور تمہارے مال و عورتون کو ہمپر حلال کیا ہے مگر یہہ کہو
تم لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ - اگر اس سے انکار ہے تو جزیہ دو اگر
اس سے بھی انکار ہے تو لڑائی موجود ہے - اور جو تو نے ضعف ہمارے گروہ
کا بیان کیا ہے قسم ہے خدا کی تم لوگ ہمارے نزدیک مثل کتون کے ہو یہ
سنکر دردان اس اعتماد پر کہ اوسکے ساتھی گھات سے نکلین گے اٹھ کھڑا
ہوا - اور بندر کی طرح اچک کر دونون بازو خالدؓ کے پکڑ لئے آپ نے بھی
اُس کے دونون بازو پکڑ لئے اور لپٹ گئے - دشمن خدا نے چلا کر اپنی قوم
کو پکارا کہ لو یارو جلدی کرو دوڑو کہ مین نے شیر اسلام کو پکڑ لیا ہے ورنہ وہ
مجھکو پچھاڑ دیگا - ہان جلد آؤ! جلد آؤ! اصحاب رسول اللہ صلعم پشت ٹیلہ ریگ سے
مثل مرغانِ تیز چنگل دوڑے - سب سے آگے حضرت ضرارؓ تھے دشمن خدا نے
اون کو آتے دیکھ کر یقین کیا کہ یہہ لوگ میرے ہی قوم کے ہین - جب یہہ سب
لوگ قریب پہونچے تو ڈر کے مارے کانپ گیا ہوش اوڑ گئے - اور کہا کہ اے
خالدؓ مین بواسطہ آپکے خدائے واحد کے سوال کرتا ہون کہ آپ مجکو مار ڈالو - یہہ
ضرارؓ مجکو نہ مارے - اسکے دیکھنے ہی سے میری روح فنا ہوتی ہے اور زمین
پر گر کر اشارہ کرتا تھا انگلی سے اور امان امان کہتا تھا آپ نے کہا امان اسکو
دیجاتی ہے جو امان کا مستحق ہوتا ہے - تو نے ہمارے لئے سخت فریب کیا تھا
ضرارؓ نے اوسکی رگ شانہ پر تلوار ماری اور لپک کر تاج لے لیا -
حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دشمنان خدا اپنے سردار کا حال دیکھ
رہے ہین مجکو تمہارے واسطے اُس قوم کی طرف سے اطمینان نہین ہے
جلد اس بدبخت کا سر کاٹ لو اور کپڑے رومیون کے پہن لو اور اون کے

مقابلہ پر چل کر حملہ کرو۔ خدا کی مدد ہمکو کافی ہے چونکہ اسلامی قلوب پر جوش تھے لہذا فوراً
سب نے حکم کی تعمیل کی اور ہتیارون کے نیچے اپنے آپکو چھپایا اور رومیون کے مقابلہ
پر چلے خالدؓ اور ضرارؓ سب کے آگے تھے اور سر دردان کا خالدؓ کی نوک شمشیر پر
تھا جب دونون لشکرون کے سامنے آئے رومیون کی طرف پھرے۔ کفار نے اپنے
سردار کا سر تلوار کی نوک پر دیکھکر سمجھا کہ خالدؓ کا سر ہے اور باقی لوگ ہماری قوم
کے ہین خوشی سے تالیان بجانے اور اچھلنے کودنے لگے۔ لشکر اسلام نے کفار
کا غل سنکر سمجھا کہ شاید خالدؓ کسی مصیبت مین گرفتار ہو گئے۔ خالدؓ جب قریب
صفوف لشکر روم کے پہنچے۔ سر دردان کا اون کو دکھلایا اور پکار کر کہا کہ اے
دشمنان خدا یہہ سر تمہارے سردار کا ہے اور مین خالدؓ ہون۔ پھر سر کو اُن مین
پھینک دیا اور تکبیر کہکر حملہ کیا۔ ضرارؓ نے بھی اون کے پیچھے حملہ کیا۔ حضرت عبیدہؓ
بھی آگئے اور للکار کر کہا "اے حامیان دین حملہ کرو" پھر سب مسلمانون نے حملہ کیا۔ جب رومیون
نے اپنے سردار کے سر کو دیکھا تو یقین کیا کہ اون کی قوم کے لوگ اب سب مار ڈالے
گئے پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے اور صبح سے عصر تک اون پر تلوار چلی جو لوگ بھاگے
اون کا حال سنئے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے کمک کے واسطے لشکر بھیجا تھا جو قریب
پہنچ گیا تھا اوسنے جس رومی مفرور کو پایا تہ تیغ کیا اور لوٹ لیا۔ حتی کہ لشکر
رومیون کا جو نوے ہزار تھا اوس مین سے پچاس ہزار سے زیادہ مارے گئے
باقی متفرق ہو گئے بعض قیساریہ کو چلے گئے بعض دمشق کو۔ مسلمانون نے اسقدر
مال و اسباب لوٹا کہ کسی جنگ گزشتہ مین اسقدر مال ہاتھہ نہ آیا تھا۔ حضرت خالدؓ
نے سب مال مع تاج دردان کے یکجا کیا اور فرمایا کہ فتح دمشق کے بعد تقسیم کیا جائیگا۔

واقعۂ سومین۔ جنگ اجنادین و دمشق

یہہ واقعہ قابل غور کے ہے۔ جب ابو عبیدہؓ نے امان دیکر۔ توما اور ہربیس کو

مع ان کے مال وعیال ومتعلقین کے آزاد کردیا اور اوسکو پورے تین دن حسب وعدہ
گذر چکے تو اوسوقت تک خالدؓ کا ارادہ ان کفار کے تعاقب کا نہ تھا۔ کیونکہ
دشمنون کے ملک مین گھس کر ان بھگوڑون کا مقابلہ کرنا کچھ دل لگی نہ تھی ممکن
تھا کہ دشمنان اسلام کی تمام فوج خبر پا کر آپکو گھیر لیتی اور نہ معلوم پھر کیسی بنتی۔
مگر بات ہونے والی ہو ہی کر رہتی ہے یعنی اہل دمشق سے ایک شخص نے جو بڑا
شہسوار تھا اور اسوقت حضرت خالدؓ کے پاس قید تھا آپکو توما کے تعاقب پر آمادہ کیا
اور اس شخص کے قید ہونیکا قصہ اسطرح پر ہے کہ یہہ شہر پوشیدہ اپنی عورت کو لیکر
نکلا تھا مسلمان اوس کو پکڑ کر حضرت خالدؓ کے پاس لے آئے مگر اوس کی عورت اوس
سے جدا ہو کر شہر کو واپس ہوگئی تھی خالدؓ نے اوس شہسوار کو مسلمان کیا تھا اور
وعدہ کیا تھا کہ شہر مین چلکر تیری عورت تجکو دلادینگے وہ مسلمان ہو کر اہل دمشق
سے برابر لڑتا تھا۔ جب ازروے صلح مسلمان شہر مین داخل ہوئے وہ اپنی
زوجہ کی تلاش مین تھا آخر اسکے پاس گیا اوس عورت نے راہبون کے کپڑے
پہن لئے تھے پوچھا کہ کس چیز نے تجکو راہب بنایا ہے اوسنے کہا شوہر کی مصیبت
نے جسکو اہل عرب نے پکڑ لیا ہے اُس شخص نے کہا کہ مین تیرا شوہر ہون اور
مسلمان ہوگیا ہون اور تو میری ذمہ داری مین ہے اوسنے یہہ سنکر کہا۔ قسم
ہے حق مسیح کی کبھی ایسا نہ ہوگا اب کوئی طریق میرے اور تیرے ملنے کا نہین ہے" اور
وہ عورت توما اور ہربیس کے ساتھ چلی گئی۔ اوس شخص نے اس معاملہ کی شکایت
حضرت خالدؓ سے کی۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا شہر کو براہ صلح فتح کیا ہے کوئی راہ
تیرے واسطے اوسکے ملنے کی نہین ہے جب اوس شخص نے معلوم کیا کہ خالدؓ
اون کے تعاقب کا ارادہ رکھتے ہین کہا کہ مین آپکے ساتھ چلونگا شاید کہ
اوس تک پہنچ جاؤن۔ چوتھے دن اوس شخص نے کہا کہ اب آپ تعاقب کیجئے۔

اُن ملعون کا کیجیے آپ نے فرمایا کہ وہ تو بہت فاصلہ پر نکل گئے اور ہمکو راہ سے وقفیت نہین ہے اُس شخص یعنی یونس نے کہا کہ اے سردار مین اس راستہ سے خوب واقف ہون مین آپکے ساتھہ چلتا ہون لیکن آپ لوگ سب لباس قوم لخم اور جذام کا پہن لو اور زاد و راہ لے لو۔ خالدؓ نے چار ہزار بہادر لشکر زحف کو حکم کیا کہ تعاقب کے لئے تیار ہو جاوین اور خود سوار ہوکر روانہ ہوئے اور چلتے وقت حضرت ابو عبیدہؓ کو ضروری ہدایات فرمائین۔ خالدؓ رات دن برابر چلے جاتے تھے مگر نماز کے وقت ٹھیرتے تھے تاہم اس قوم کا کچھہ نشان نہ معلوم ہوا۔ خالدؓ نے کہا کہ اے

تعاقب کرنا خالدؓ کا توما اور ہربیس پر

یونس تیری راے اس معاملہ مین کیا ہے اوسنے کہا کہ اے سردار ابھی چلے چلئے اونھون نے راہ پہاڑون اور گھاٹیون کی لی ہے آپ یہہ سمجھہ لین کہ گویا ہم اون مین اب مل گئے انشاء اللہ تعالی پھر یونس نے اُس راستہ کو چھوڑکر دوسری راہ اختیار کی اور اوس مین بہت پتھر تھے گویا سنگستان تھا اس لئے بڑی مشکل سے گذر ہوتا تھا آخر گھوڑون کے پیرون سے خون بہنے لگا اہل عرب اس تکلیف سے تنگ آکر کہنے لگے کہ کاش یہہ رہبر ہمکو کھلی ہوئی راہ سے لیجاتا جب اُس راہ سے نکلے نشان قدم اون کے ظاہر ہوے یہہ دیکھکر یونس نے کہا کہ اے سردار جلدی کیجئے اور بڑی کوشش سے جیدہ اور لاذقیہ کو طے کیا تھا۔ کہ نشان قدم غایب ہوگئے۔ اور دفعتاً یونس حیرت زدہ ہوکر ٹھیر گیا۔ پھر گانون مین جاکر خبر پائی کہ ہرقل بادشاہ کو توما اور ہربیس کی یہہ خبر پہونچی کہ انھون نے دمشق کو مسلمانون کے سپرد کر دیا ہے تو اوسنے دونون کو اپنے پاس آنے سے منع کیا ہے تاکہ رومی اون کی شکست اور ہزیمت کا حال سنکر کہین ہراسان نہ ہو جاوین پس اس لئے اون کو قسطنطیہ جانے کا حکم کیا ہے۔ مگر اونھون نے وہان

پرجانے سے انکار کیا اور تمام کے جانیکو آمادہ ہوئے ہین۔ یونس ہمراہ اون لوگونکی راہ چھوڑ دینے سے اور دریا کی راہ لینے سے ڈرا اور مسلمانون کی ناکامی سے بیدل ہوا۔ یہ معاملہ صبح کو روز سہ شنبہ پہلی غرہ رجب کو ہوا۔ خالدؓ نے صبح کی نماز پڑھی اوس کے بعد چلنے کا ارادہ کیا دفعتہً آثار شکستگی یونس مین دیکھے پوچھا کیا حال ہے۔ یونس نے کہا اے سردار قسم ہے خدا کی کہ مین نے تلاش دشمن مین دھوکھا کھایا اور آپکو سخت تکلیف دی اب مجھے معلوم ہوا کہ وہ اُس راہ سے نکل گئے اور امن مین پہنچ گئے۔ اب آپ سب قریب شہر ہرقل ورأس مجمع لشکر کے ہو جو آپکے ساتھ لڑنے کو آنے والا ہے اور صرف آپکے اور اُس کے درمیان مین ایک بڑا پہاڑ واقع ہے مین اس خیال سے خوفناک ہون۔ اب جو مجھکو حکم ہو وہ کرون۔ ضرارؓ نے دیکھا کہ اس کلام کو سنکر خالدؓ کا رنگ مثل خضاب کے اوڑگیا ضرارؓ نے اسکا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ مین نے قبل فتح دمشق کے ایک خواب دیکھا ہے مین اوسکی تعبیر کا منتظر ہون۔ مسلمانون نے کہا کہ وہ کیا

حضرت خالدؓ کا خواب بیان کرنا

خواب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گویا مین اور مسلمان ایک دشت بے آب وگیاہ مین ہون ناگاہ ایک گروہ وحشی حمارون کا نظر آیا جنکے بڑے بڑے اجسام تھے اور ہیبت ناک صورتین تھین وہ ہمکو اپنی ٹاپون سے مارتے تھے اور ہم نے اون کو گھیر لیا تھا اپنے گھوڑون سے اور اون کو قتل کرتے تھے جو ہاتھ آجاتے تھے اور انکا گوشت ہم بھون کر کھاتے تھے جب ہمنے دیکھا کہ وہ اپنی جگہون سے نکلکر حملہ کنان بے اختیار ہماری طرف آتے ہین تو ہمنے مسلمانون کو اون کے روکنے کو بلایا وہ ہمکو دیکھ کر بھاگے ہمنے انکا پیچھا کیا اور شکار کیا اُن مین سے ایک اونٹ کو جو سب کے آگے تھا اس حالت سے ہم خوش ہوئے اور

اون سکے وطنون کی جانب جانیکا ارادہ کیا کہ دفعتہً میرے گھوڑے نے مجکو گرادیا اور عمامہ سر سے اُتر گیا اور بیدار ہوگیا مین اس خواب سے کسیقدر پریشان ہون پس کوئی تم مین سے اسکی تعبیر بتا سکتا ہے؟ میرے نزدیک تو اسکی یہی تعبیر ہے جس مین اب ہم سب مبتلا ہین۔ یہہ عبدالرحمٰن نے کہا کہ لوٹنا اور فرحہ اور خوش وخرم تو یہی لوگ ہین جنکی طلب مین ہم آئے ہین کہ اون سکے سبب سے رنج ومحنت مین ہین۔ اور گرنا آپکا زمین کی طرف یہ ایک کام آپکے گھوڑے کا ہے کہ وہ بلند جگہ سے پست جگہ کی طرف اُترے گا اور عمامے کا سر سے گرنا یہ ہے کہ عمامے اہل عرب کے تاج ہین اُنکا اوترنا ایک بلا ہے کہ آپکو لاحق ہوگی۔ مگر جری خالدؓ نے کہا کہ مین یہہ چاہتا ہون اللہ تعالیٰ سے کہ جو کچھ مصیبت میرے واسطے ہو وہ دنیا ہی مین ہو آخرت مین نہ ہو۔ (یہہ مقدس لوگ عالم ارواح کے معاملات سے خوب واقف تھے اس لئے دنیا کو ہیچ سمجھتے تھے) اس کے بعد یونس رلہ برسے جسکا نام آپنے نجیب رکھا تھا پوچھا مگر پریشانی آپکی بتقاضائے فطرۃ انسانی تھی کہ اے نجیب کیا ہم ملجاوین گے اُس ملعون قوم سے۔ اُس نے کہا بے شک۔ مگر مین اس امر سے ڈرتا ہون کہ اگر لشکریان روم آپ کے یہان آنیکی خبر پائینگے تو ہر طرف سے دُور پڑین گے۔ لیکن بہادر سیف اللہ خالدؓ نے اس کی کچھہ بھی پروا نہ کی اور جبل لکام کی طرف بڑھے خدائی قدرت ہے کہ دفعتاً رات کو کثرت سے مینھہ برسا یہ امر کفار کو چلنے سے مانع ہوا گویا مسلمانون کے لئے تائید غیبی تھی۔ جب صبح ہوئی یونس نے کہا کہ اے فاتح سردار شہر مین نے قوم کا غل سنا ہے مین خود جاکر خبر لاتا ہون۔ یاد رکھنا چاہئے کہ دشمنون کے ملک مین اس طرح جرات کے ساتھہ دشمنون کا تعاقب کرنا انھین بے نظیر شجاعت کے دیوتاؤن کا حوصلہ تھا پھر ایسے جان باز نہین ہوتے

بے شک نہین ہوتے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ خبر لایا کہ وہ سب لوگ آنکھین
مُفَرّے ہین اسباب سوکھنے کو ڈالدیا ہے جلد چلو اور اپنے ساتھیون کو وصیت کرو
کہ میری زوجہ کو نگاہ رکھین آپ نے اپنی ساتھیون کو چار گروہ پر تقسیم کیا ایک
ہزار سوار پر ضرار رضؓ کو سردار کیا اور ایک گروہ پر رافعؓ اور ایک گروہ پر عبدالرحمن رضؓ
کو اور چوتھائی لشکر کو اپنے ساتھ رکھا اور سب کو روانہ کیا اور کہا کہ ہر گروہ متفرق
آگے پیچھے نکلے جب تک مین حملہ کرون۔ ضرار رضؓ آگے ہوئے اور شگاف کوہ سے
نکلے قوم بے خبر پڑی تھی۔ رافعؓ اور عبدالرحمن رضؓ اور سب کے پیچھے خالد رضؓ چلے
یہان تک کہ چراگاہ مین پہنچے اوسکی سبزی اور خوبی اور رنگین ریشمی کپڑون
کی بہار دیکھ کر دل بھر بھر آنے لگے مسلمانون نے کہا کہ دنیا بڑی مکارہ
ہے خالد رضؓ نے پکار کر کہا کہ دشمنان خدا کو طلب کرو اور لڑو یہ کہکر خالد رضؓ نے
حملہ کیا رومی چلائے کہ ہم برباد ہوئے۔ لوقا نے اپنے گروہ کو آواز دی۔ اور
ہربیس نے اپنے بطارقہ کو وہ لوگ دوڑے اور گھوڑون پر سوار ہوئے مسلمان
آب روان کی طرح رومیون پر جا گرے۔ ایک گروہ لوقا کے ساتھ اور ایک
گروہ ہربیس کے ساتھ رومیون کا آمادۂ جنگ ہوا۔ پہلے جو شخص خالد رضؓ کے
مقابلے مین آیا لوقا تھا۔ پانچ ہزار سوار اوس کے گرد تھے آپ نے حملہ کیا

لوقا کا مارا جانا

اور نیزہ مارا اوسکی دوسری آنکھ مین اور گھوڑے سے اوسکو
گرا دیا۔ عبدالرحمن رضؓ نے فوراً سر کاٹ لیا۔ لوقا کے مارے
جانے سے مسلمان خوش ہوئے اور پکار کر کہا کہ ہربیس کو طلب کرو۔ خالد رضؓ
ہربیس کی تلاش مین تھے کہ دفعتہً ایک گبر بھاری ڈیل بڑی ڈاڑھی والے کو
دیکھا اوس کو ہربیس سمجھ کر اپنے گھوڑے کو دوڑایا اور سخت حملہ کیا وہ بھاگا
آپ نے نیزہ اوس کی پشت پر مارا وہ زمین پر گر پڑا آپ نے کہا کہ اے ہربیس

تو نے جا لیا تھا کہ مین بھاگ جاؤن گا۔ اُس گبر نے جواب دیا کہ مین ہربیس نہین
ہون مجھکو چھوڑ دو جو چاہو گے وہ دون گا۔ آپ نے فرمایا کہ ہربیس کو بتا دے
اوس نے کہا کہ ایسا نہ کیجیو کہ پھر بھی مجھکو نہ چھوڑو کسواسطے کہ تمنے امان دی تھی
اور پھر ہمارا پیچھا کر کے یہانتک آئے۔ آپ نے فرمایا کہ مردود ہمکو عہد
ٹھہراتا ہے قسم ہے خدا کی ہم چوتھے دن تمہاری تلاش مین نکلے ہین۔ یہہ سنکر
اوس نے کہا کہ اچھا اے بہادر عرب آپ میرے سینہ سے اوٹھ کھڑے
ہو مین ہربیس کا نشان بتاتا ہون۔ آپ اُترے اُس نے بلندی کی طرف
دیکھکر کہا کہ ہربیس مع اپنے گروہ کے وہ سامنے بلندی پر جا رہا ہے۔
آپ نے اوس گبر کو اسار بن جابر کے سپرد کیا۔ اور تنہا باگ گھوڑے کی
اُٹھا کر اُس جماعت کے قریب پہنچے۔ ہربیس ٹھہر گیا۔ آپنے اوسپر حملہ کیا۔ وہ
گھوڑے کے زین پر سمٹ گیا اور پکارا اپنے ساتھیون کو ارے دوڑو یہ سردار
مسلمانون کا اکیلا ہے جلد مار لو اسکو کہ تمام ملک اسکے مار ڈالنے سے تمہارے
ہاتھ آجائینگے۔ رومیون نے یہ سنکر آپکو گھیر لیا اوسوقت آپ پیادہ ہو گئے
ڈھال تلوار ہاتھ مین لی اور کہا کہ خواب میرا ٹھیک ہوا اور اپنے دل مین سمجھے
کہ مینے اس کام مین خطا کی میرا کام نشان کے نیچے رہنے اور لڑنے کا ہے غرض
ہربیس آپکی طرف آیا اور تلوار پشت کی طرف سے اسنے زور سے ماری اس سے خود
اور عمامے کو پھاڑ ڈالا اور تلوار ہربیس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپ اس امر
سے ڈرے کہ اگر پشت کی طرف پھرتا ہون تو سامنے سے کافر لوٹ پڑینگے
آپ نے شیر غرین کی طرح داہین باہین دیکھتے ہوئے حملے کئے اور تکبیر کا غل بلند
کیا۔ مگر اسی حالت مین شور تکبیر اہل عرب کا سنا کہ کافرون کو گھیر لیا ہے۔ آپنے
آواز عبدالرحمن کی سنی کافرون کو حملہ کر کے متفرق کر دیا۔ ہربیس نے جب مسلمانون

کی آواز سنکر بھاگنے کا قصد کیا آپ نے تلوار سے اُسکے دو ٹکڑے کر دیے
اور ہمراہیان عبدالرحمنؓ نے ہربیس کے ساتھیون کو چن چن کر مار ڈالا ۔ سب سے
زیادہ رومیون کے مار ڈالنے والے شیر عرب ضرارؓ تھے آپ نے ضرارؓ کو دیکھا
اور کہا کہ آپ ہمیشہ اپنے کامون مین مبارک ہو آپ کی ذات فتحمند ذات
ہے جسکا مجھہ کو فخر ہے پھر خالدؓ نے سب مسلمانون کو اور عبدالرحمنؓ کو سلام کیا
اور کہا کہ آپ نے میری اس جگہ کو کیونکر جانا ۔ عبدالرحمنؓ نے کہا کہ اے سردار
ہم رومیون کی لڑائی مین تھے ۔ اور ہمکو اللہ تعالی نے اونپر فتح دی مسلمان تمام
مال غنیمت یکجا کرنے مین مصروف تھے کہ دفعتاً ہمنے غیب سے ایک آواز سنی
سب کی آواز کہ تم لوٹ کا مال جمع کر رہے ہو خالدؓ کو دشمنون نے گھیر لیا ہے مگر ہم نہین جانتے
تھے کہ آپ کہان ہو اور مسلمان اس سبب سے رنج مین تھے کہ ایک گبر نے
جو آپ کے ایک ساتھی کے قابو مین تھا ہمسے کہا کہ آپ کے سردار ہربیس لعین کی لڑائی
کے نیچے اُس پہاڑ پر ہین " آپ نے اوس گبر کو بلایا اور چھوڑ دیا ۔ اوس نے
مسلمان ہونے سے انکار کیا اور روم کی طرف چلا گیا ۔ بدنصیبی کا علاج نہین ۔
پھر آپ نے حکم فرمایا مسلمانون کو کہ مال غنیمت اور قیدیون کو یکجا کرین ۔
اوسکی کثرت کو دیکھہ کر شکر اللہ تعالی کا ادا کیا ۔ پھر یونس کو بلا کر اوس کی پیاری
زوجہ کا حال پوچھا اوس نے کہا کہ اے سردار لعین نے اپنی زوجہ کو پکڑ
لیا تھا ۔ مگر اوس نے چھری اپنے سینہ مین مار لی (عورتون کو کفر پر کس قدر اصرار
تھا !!!) آپ متعجب ہوئے اور رافعؓ نے کہا کہ اے سردار اوسی وقت مین نے
ہرقل بادشاہ کی بیٹی کو گرفتار کیا اور یونس کے سپرد کر دیا ہے آپ نے اوسکو
سامنے بلایا اور کہا کہ اگر ہرقل طلب نہ کرے گا تو یہ تیرے واسطے ہے ۔
یونس نے کہا کہ اب یہان ٹھہرنے کا موقع نہین ہے پھر سب وہان سے جلد واپس

روانہ ہوئے اور غنیمت کا مال ساتھ لے لیا مسلمان بہت خوش تھے جب نزدیک مرج الاصفر قریب بل ام حکیم کے پہونچے دفعتاً ایک غبار دکھا اور فوراً یونس کو خبر لانیکے لئے دوڑایا اوس نے آنکر خبر دی کہ اے سردار ہرقل نے ایک گروہ کو اپنی بیٹی کے طلب کرنے کے واسطے بھیجا ہے اسی اثنا میں اُسکا ایک ایلچی آیا اور کہا کہ مین ہرقل پادشاہ کا بھیجا ہوا آیا ہون۔ اُس نے

طلب کرنا ہرقل کا اپنی بیٹی کو اور بھیجدینا حضرت خالدؓ کا بدون لینے قیمت کے

کہا ہے کہ کرم بخشی عرب کے خصایل سے ہے میری لڑکی کو یا بطور تحفہ کے بھیجدو ورنہ قیمت لے لو اور مین تمسے امید صلح کی رکھتا ہون آپ نے کہا کہ کہدے اپنے سردار سے قسم ہے خدا کی جب تک تیری تخت گاہ نہ لیلون گا مین نہ پھرونگا اور یہہ لے بیٹی تیری ہمارے طرف سے تجکو ہدیہ ہے" وہ ایلچی ہرقل کی بیٹی کو لیکر اُس کے پاس پہنچا۔ ہرقل نے اپنے رئیسون اور ملوک سے کہا کہ یہہ وہی معاملہ ہے جو مین نے تم سے کہا تھا تمنے نہ مانا اور میرے قتل کا ارادہ کیا قریب ہے کہ اس سے بڑہکر بھی ہوگا اور سردار عرب کی اس بخشش نما و علو ہمت نے مجکو بحر ندامت و خجالت مین ڈبو دیا ہے اور یہہ تمہارے طرف سے نہین ہے بلکہ پروردگار آسمان کی طرف سے ہے۔ رومی اس کلام کو سنکر بہت روئے باوصف اسکے وہ اپنے کفر سے باز نہ آئے اس لئے کہ وہ اسی کو حق سمجھتے تھے

مراجعت فرمانا حضرت خالدؓ کا دمشق کو

اس عظیم فتحمندی کے بعد حضرت خالدؓ دمشق مین پہنچے ابو عبیدہؓ سے ملاقات ہوئی اور مبارک باد سلامتی کی سب مسلمانون نے دی۔ خالدؓ عمرو بن معدیکرب زبیدی اور مالک اشتر النخعی اور اون کے ساتھیون کو دمشق مین دیکھکر خوش

ہوے اور تمام سرگذشت ابوعبیدہؓ کے سامنے بیان کی وہ اونکی شجاعتون
پر تعجب کیا کرتے تھے۔ پھر خالد رضی اللہ عنہ نے پانچوان حصہ مال غنیمت سے
نکالا اور باقی مسلمانون کو بانٹ دیا اور اپنے حصہ مین سے یونس راہبر کو کچھہ زاید خواب
دیا اور کہا کہ اس مال سے کوئی عورت دختران روم سے خرید لو یا نکاح کر لو۔
یونس نے انکار کیا کہ بعد اپنی زوجہ کے اس دنیا مین نکاح نکرونگا۔ رافع بن
ابی درکا حال یون بیان کیا ہے کہ یونس ہمارے ساتھہ یرموک کی لڑائی تک رہے
ہر لڑائی مین جہاد عظیم کرتے تھے۔ یرموک کے لڑائی کے دن ایک تیر اونکے
سینہ مین لگا اور شہید ہوئے۔ مین نے اونکو خواب مین دیکھا انکا لباس
چمکتا تھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھہ کیا کیا۔ انھون نے کہا کہ مجکو
بعوض میری زوجہ کے ستر حورین بخشین۔ امیر مسلمانان نے یہہ سنکر فرمایا۔ کہ
یونس کو یہہ رتبہ شہادت کی وجہ سے ملا۔ اے سبحان اللہ وبحمدہ۔

واقعۂ عجیب

جب حضرت ابوعبیدہؓ کا لشکر رستن حماۃ ہوتے ہوئے شیزر پہونچا۔ تو
نے ہرقل کی کیفیت دریافت کی۔ وہان کے لوگون نے کہا قنسرین والون
نے آپ سے جو ایک سال کے لئے مصالحت کی ہے وہ اون کا صریح مکروفریب
ہے یعنی اونھون نے ہرقل کو کہلا بھیجا ہے کہ مسلمانون سے ہم نے یہ ایک مصالحت
کرلی ہے اب اس عرصہ مین جلد لشکر ہماری مدد کے لئے روانہ کیجئے اس کی
بناپر ہرقل نے جبلہ بن الایھم غسانی کے ماتحت ایک لشکر جرار آپکے مقابلہ
کے لئے بھیجدیا ہے۔ جس کے ساتھہ متنصرہ عرب اور عاملہ تمود یہ بھی آگئے
ہوئے ہین۔ ابوعبیدہؓ نے یہہ سنکر فرمایا کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ۔ خالدؓ
نے یہ تقریر سنکر کہا۔ اے امیر مین نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ ان فریبیون سے

صلح نہ کیجئے۔ کیونکہ ان کے کلام سے دغا فریب کی بو آتی ہے۔ ابو عبیدہؓ نے
فرمایا کہ کچھ مضایقہ نہین ہے۔ ہرگز وہ اپنے اس فریب سے متمتع نہ ہونگے
خداے تعالی ہماری مدد کے لئے کافی ہے۔ خالدؓ نے کہا کہ اچھا ہم بھی ایک کام
کرینگے کہ ہرقل نے جبلہ کو حاکم قنسرین کی مدد کے لئے بھیجا ہے اور وہ ہمکو
مغرورانہ طور پر دھمکی دیتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قنسرین کے حاکم نے ہم سے
صریح فریب کیا ہے۔ اور دس ہزار کی جمعیت اس کے ہمراہ ہے۔ آپ مجکو
حکم دیجئے کہ صرف دس بہادران عرب سے اُن کا مقابلہ کرکے اون کو فریب
کا مزہ چکھادون۔ ابو عبیدہؓ اس تقریر سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اچھا
آپ اون بہادرون کو انتخاب کر لیجئے جنکو آپ ساتھ لیجانا چاہتے ہین
فوراً آپ نے۔ عیاض۔ عمر بن سعد۔ سہل۔ رافع۔ سعید۔ عمرو بن معدیکرب
عبد الرحمن بن ابی بکر صدیقؓ ضرار۔ مسیب اور قیس رضی اللہ عنہم اجمعین
کو اپنے ساتھ لے لیا اور ایک موقع پر گھات لگائے ہوئے لشکر کی گذرنے
کی تاک مین چھپے بیٹھے رہے۔ اور خالدؓ نے ان سب کو یہ حکم دیا کہ بمجرد
لشکر آنیکے آپ لوگ پھرتی کے ساتھ ان مین اسطرح ملجاؤ کہ گویا وہ لوگ ہمکو
اپنی ہی لشکر کے آدمی سمجھین۔ چنانچہ انھون نے ایسا ہی کیا اور لشکر کفار مین
شامل ہوگئے لشکر کے آگے آگے سونے اور جواہر کی صلیبین تھین اور قسیس
انجیل پڑھتے ہوئے جا رہے تھے۔ جب حاکم قنسرین جبلہ بن الیہم مدد سے
ملنے کے لئے آگے بڑھا تھا کہ فوراً خالدؓ نے آگے بڑھکر اوس کے گھوڑے کی باگ
روک لی۔ اس نے کہا کہ صلیب اور مسیح تمہاری مدد کرے تم کیا کہتے ہو۔
خالدؓ نے فرمایا بدبخت سمجھتی ہو تجھے ہم بندگان صلیب نہین ہین۔ بلکہ خداے
واحد کے بندے ہین۔ اسکے ساتھ بہ آواز بلند کلمہ شہادت پڑھا اور کہا کہ

مین خالد بن ولید ہون اتنا کہکر اوسکو زین سے کھینچ کر زمین پر دے پٹکا اور مجاہدین نے بھی آن کر اوسکو گھیر لیا۔ حاکم عموریہ نے خالد رضؓ کا نام جو سنا تو اوسکے چہرہ پر مردنی سی چھا گئی۔ خون خشک ہو گیا اور تکبیر اور تہلیل کی آواز نے تو لشکر کو متحیر اور متعجب کر دیا کہ یہہ لشکر اسلام کیونکر اس بے انبوہ لشکر مین گھس پڑا۔ اور کدھر سے آیا اور بادشاہ کا مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہونا محال در محال بات تھی۔ غرض مار پکڑ کا ایک شور مچا اور لشکر کفار دریا کے طرح دفعتاً امنڈ آیا۔ اس عرصہ مین خالد رضؓ نے تلوار کھینچ لی کہ بادشاہ قنسرین کو قتل کرین وہ اسیر ہنسا۔ خالد رضؓ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ یہہ تیرے لئے ہنسنے کا کونسا موقع تھا۔ اوسنے کہا کہ قبلہ اگر آپ مجکو مار ڈالوگے تو آپ اور آپکے ساتھی جنکا شمار بمقابلہ ہماری فوج کے آٹے مین نون کے مقدار بھی نہین ہے قیمہ ہو جائینگے۔ اگر آپ اپنی سلامتی چاہتے ہو تو مجکو نہ مارئیے اگر مجکو باقی رکھوگے تو آپ بھی باقی رہوگے۔ غرض یہ سنکر آپ نے مصلحتاً تلوار کو نیام کر لیا۔

حاکم عموریہ نے جب مسلمانون کی یہ بے جگری اور جانبازی دیکھی تو سخت گھبرایا۔ اور جبلہ کو مسلمانون کے فہمائش کیلئے روانہ کیا۔

جب جبلہ مسلمانون کے نزدیک آیا اونکو بہت کچھہ ڈرایا دھمکایا کہ دیکھو تم لوگ تعداد مین نہایت کم ہین اور چونکہ حاکم قنسرین تمہارے قید او رقابو مین ہے اس لئے ہم نے تمسے ہاتھہ رکھا ہے ورنہ تم بے تکلف تم سب کو مار ڈالتے۔ بہتر ہے کہ تم اوسکو چھوڑ دو۔ ورنہ سخت پچتاؤگے۔ خالد رضؓ نے کہا کہ ہم تو مرنے کو وصال جانتے ہین اور مین تو اسکو قتل ہی کرونگا۔ اسکے بعد ہمکو موت کا کوئی خوف نہین ہے۔ ہم تو شہادت کے آرزومند مین ہیکی

یہہ تقریر سنکر حاکم عموریہ سخت برہم ہوا۔ الحاصل لشکر کفار سے پانچ سوار نکلے اور
ادھر سے بھی پانچ مجاہدین مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے اور ایک ایک مجاہد نے
ایک ایک اپنے مقابل کو مار ڈالا پھر جبلہ نے مع رفقا مسلمانون کے لشکر پر حملہ کرنیکا
ارادہ کیا تو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے مقابل ہوکر ایک ایسی ضرب تلوار کی لگائی کہ اُسکا خود
کٹ کر سر زخمی ہوگیا۔ پھر جبلہ نے تلوار جو چلائی تو آپکا شانہ زخمی ہوا۔ خالد رضی اللہ عنہ کو
یہہ حال دیکھکر بہت غصہ آیا۔ اور آپ نے جھنجھلا کر حاکم قنسرین کے اوسیوقت
دو ٹکڑے کر دئے۔ یہہ دیکھتے ہی لشکر کفار مسلمانون پر ایک دم آندھی کے طرح
ٹوٹ پڑا۔ الغرض یہہ دس موحدین خدا پرست دشمنو کے نرغے مین گھر گئے تھے
اور لڑائی ایسی سخت تھی کہ ہر مخالف کا یہہ قصد تھا کہ ان مین سے ایک مسلمان بچنے نہ
پائے۔ رافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مین نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بھائی غالباً ہم لوگ
اسوقت قضا کے منہہ مین ہین اس انبوہ مین ہمارا بچنا محال نظر آتا ہے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ مجھہ سے بھی ایک غلطی ہوگئی ہے یعنی وہ کلاہ جس مین آنحضرت صلعم کے گیسوئے مبارک
سلے ہوئے ہین آج میرے سر پر نہین ہے مین عجلت مین اوسکو سر پر رکھنا بھول
گیا۔ اسکے پہلے مین کہ مجھکو ہمیشہ فتح ہوا کرتی تھی شاید امت کی قضا کی وجہ
سے مین اوسکو بھول گیا۔ یہہ حال یہہ معدود چند مسلمان بڑی سختی اور امتحان مین
مبتلا تھے کہ دفعتاً ہاتف نے یہہ آواز دی۔ حُمۃ الاٰمنُ ونصرا لخائفُ یا
حملۃ القرآن جاءکم الفرج من الرحمٰن ونصرکم علیٰ عبدۃ الصلبا
تمہیر [illegible] ہوسکے ڈرو اور فتح پائے اللہ سے ڈرنے والے اے
قرآن کے حاملو آگئی تمہارے لئے کشایش کار خدائے تعالیٰ کی طرف سے
اور مدد دی اوسنے تمکو صلیب کے بندون پر۔ مسلمانون کو اس غیبی
بشارت سے کمال طمانیت ہوئی اور غرب ہی بہادر کے جوہر دکھلانے لگے

ابومسلم روایت کرتے ہین کہ ہم حضرت ابوعبیدہؓ کے مقام شیزر مین سابقہ ساتھ تھے
کہ وہ دفعتاً شب کے وقت اپنے خیمہ سے نکل آئے اور مسلمانون کو ندا کی
کہ النفیر النفیر فقد احیط بفرسان الموحدین ؂ ترجمہ۔ اے بہادرو چلو
چلو کہ موحدین اسلام گھر گئے ہین پس ہم بے تحاشا ان کی طرف دوڑے
اور پوچھا کہ آپکو کیونکر معلوم ہوا۔ کہا کہ مین سورہا تھا کہ ایک ناگاہ حضرت رحمت
عالم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور مجھکو جگا دیا۔ پھر ارشاد
فرمایا۔ یا ابن الجراح اتنام عن نصرۃ القوم الکرام۔ فقم والحق بخالد
فقد احاط بہ اللیام فانک تلحق بہ انشاء اللہ تعالیٰ بمشیتہ رب
العالمین ؂ ترجمہ۔ اے ابن جراح کیا تم سوتے ہو اور قوم بزرگ کی مدد سے
غافل ہو۔ چلو اوٹھو اور خالدؓ سے جا ملو۔ پس تحقیق ایک قوم ناقص نے انکو
گھیر لیا ہے۔ اور تم پہونچ جاؤ گے تحقیق پروردگار عالم کی مشیت سے اون کے
پاس۔ جب مسلمانون نے یہہ بشارت اور حکم سنا تو جلد گھوڑون پر سوار ہوکر
آگے بڑہے تھے کہ ایک سوار نظر پڑا جو تیز تیز گھوڑا ڈالے ہوئے جارہا تھا۔
ہرچند کہ ہم بھی گھوڑے دوڑا کر اوس سے ملنا چاہا مگر وہ ہوا سے باتین کر رہا تھا
ابوعبیدہؓ نے کہا کہ شاید یہ کوئی فرشتہ ہو۔ جو مسلمانون کی مدد کے لئے جا
رہا ہے۔ ابوعبیدہؓ نے بہ مشکل اوسکو پکار کر روکا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ خالدؓ
کی بی بی ام تمیم تھین۔ آپ نے پوچھا کہ اے ام تمیم بھلا۔ تم کدھر نکلے۔ کہا کہ مجھکو
خبر لگی کہ خالدؓ دشمنون کے نرغے مین پھنس گئے ہین۔ تو مجھکو حیرت ہوئی کہ یہہ نادر
بات ہے اور خالدؓ کو کبھی ایسا معاملہ پیش نہ آیا وہ ہمیشہ فاتح و منصور و مظفر رہے
دفعتاً مجھکو اونکی کلاہ نظر پڑی کہ گھر کے طاق مین دہری ہے اوسیوقت مجھکو یقین ہوا
کہ بیشک یہی باعث ہے کہ وہ آج اس سختی مین مبتلا ہین۔ پس اوسکو لئے جاتی

ہون کہ اونکو پہنچا دون ابو عبیدہؓ نے ان کو دعا دی اور آگے بڑھے - ام تمیم جب قریب لشکر کفار کے پہونچین تو دیکھا کہ مخالفین کی تلوارین اور نیزے بلند ہین اور اونھون نے مسلمانون کو گھیر لیا ہے - غرض بمشکل تمام داد شجاعت دیکر لشکر کو چیر پھاڑ کر خالدؓ کے قریب ہوئین - خالدؓ نے پوچھا تو کون ہے - اے بندۂ خدا ؟ ام تمیم ! مین تمہاری زوجہ ہون - اور کلاہ کو آپ کے سر پر رکھ دیا - سر پر رکھنا ہی تھا کہ گیسوئے مبارک سے ایک نور بجلی کی طرح چمک کر نکلا - پھر آپ نے کفار پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اون کے پیر اوکھڑ گئے ایسے مین مدد کو آتے ہوئے مسلمانون نے تکبیرون کی آواز بلند کی محصور مسلمانون نے سمجھا کہ خدائے تعالی کی طرف سے مدد آگئی ہے پھر کیا پوچھنا تھا کہ اللہ تعالی دے اور بندہ لے پیہم مار رہ مار آخر لشکر کفار تتر بتر ہو گیا مسلمانون نے تعاقب کر کے بہتون کو قتل کیا اور ہزارہا زخمی ہوئے اور جسقدر بچے تھے ان سبکو اسیر کر لیا - اس کے بعد سب مسلمان جنگ سے فارغ ہو کر حضرت ابو عبیدہؓ کے نشان کے نیچے جمع ہوئے اور باہم سلام علیک کی مصافحہ کیا - اور شکر الہی بجالائے - پھر وہان سے قنسیرین کے طرف روانہ ہوئے - قنسیرین والون نے فوراً صلح کر لی - ابو عبیدہؓ نے فتح کے بعد جزیہ مال غنیمت کا خمس مدینہ طیبہ کو حضرت امیر المومنین سیدنا عمرؓ کی خدمت مین روانہ کیا -

نوٹ - ہر چند کہ آج کل جلد باز نئے علم جنٹلمین ان بیانات کو مبالغہ سمجھین گے - مگر جب ان کو صحابہ کرام کے ایمانی یقین اور قوتون کا حال معلوم ہوگا تو اوسوقت ان کارروائیون کو ان کے اولوالعزمیون کا ایک عشر عشیر بھی نہ تصور کرین گے بشرطیکہ انھین ایمانی عینک نصیب بھی ہو -

یرموک کی جنگ میں ساٹھ غازیان اسلام نے ساٹھ ہزار کفار روم سے مقابلہ کرکے فتح پائی

عجیب واقعہ

محققین ارباب سیر و تواریخ کے پاس ثابت ہے کہ یرموک کے مقام پر دو بار جنگ عظیم ہوئی ہے جنگ اول سے جنگ دوم اعظم تھی۔ بار اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں بار ثانی عمر فاروقؓ کی خلافت میں دوسرے بار کی جنگ پے در پے کئی روز تک ہوا کی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہی کافروں پر غالب کیا۔ اور صحابہ کرام سے دلیری اور جوانمردی کے ایسے ایسے کرشمے ظہور میں آئے کہ کبھی چشم زمانے نے دیکھے نہ تھے اور ایسا واقعہ عظیم کسی نے کبھی سنا بھی نہ تھا کہتے ہیں کہ جبلہ جب جنگ قنسرین سے شکست فاش کھا کے بھاگ نکلا ہرقل کے پاس گیا تب ہرقل نے اپنے ملک کے حاکموں سے باہان کو جو رمن کا بادشاہ تھا پسند کرکے اور اسکے ہمراہ ایک لشکر انبوہ کر دیا اور جبلہ کو بھی خلعت وغیرہ دیکے مع عرب متفرقہ کے رخصت کیا اور وہ تمام عرب متفرقہ ساٹھ ہزار سوار تک تھے جبلہ کا لشکر مقدمۃ الجیش تھا جب یہ ہر دو لشکر مقام یرموک پر پہونچکر اترے تو لوگ اسکو دیکھکر حیرت کرنے لگے کہ میدان کا عرض طول چھ فرسخ تک انھیں لشکروں سے گھر گیا اور لشکر اسلام بھی اسی مقام پر آکے نزول کیا۔ فریقین کے مابین تین سخ کا میدان جنگ کے واسطے خالی چھوڑا گیا۔

جب حضرت ابوعبیدہؓ کی نظر دشمنوں کی کثرت پر پڑی تو فرمایا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا

علی القوم الکافرین ﷺ اسد رجہ پر آپکو اور مسلمانون کو خدا کی مدد پر بھروسا تھا
کہ کبھی بھی کفار کی کثرت تعداد کا اندیشہ نہ ہوا - ہرقل نے ایک ایلچی کو باہان کے
پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اول ابو عبیدہؓ سے صلح کا پیام کر - کہ اگر آپ صلح پر راضی
ہوتین تو جابیہ سے حجاز تک جو ملک ہے آپ ہی کے قبضہ مین رہے گا - باہان
نے جبرہ جیرکو ابو عبیدہؓ کی خدمت مین روانہ کیا - اور ہرقل کے صلح کا پیغام کہلا
بھیجا - مگر آپ صلح پر راضی نہ ہوے - پھر باہان نے جبلہ کو آپکے پاس روانہ کیا آپ نے
اوسکا بھی کہنا نہ مانا اور وہ مایوس ہوکر اپنے لشکر سے جا ملا - خدا کی تلوار خالدؓ نے
حضرت ابو عبیدہؓ سے عرض کیا کہ جبلہ کے ساتھ عرب متنصرہ ساٹھ ہزار سوار ہین
اور ہمارے تیس ہزار - اب مین چاہتا ہون کہ لشکر اسلام سے صرف تیس جوانمرد
کو چن لون اور اوس ساٹھ ہزار سے مقابلہ کرون تاکہ نصرت آبائی جو مسلمانون
کی یاور ہے ظاہر ہوجاے اور اگر اس حملہ مین جبلہ مارا جاوے تو پھر باہان کے لشکر
پر ہمارا رعب پڑجائے گا - یہہ بات سنکر سب کے سب حیران ہوگئے - ابو سفیان
نے جناب خالدؓ سے کہا - اے ابا سلیمان اس صورت مین ایک مسلمان دو ہزار
کافر کے مقابل ہوتا ہے میری راے یہہ ہے کہ ساٹھ غازیون کو آپ چن لین
تا ایک مومن ایک ہزار کافر کے مقابل مین ٹھہرے - جناب ابو عبیدہؓ نے بھی اس
راے کو پسند کیا - تب خالدؓ نے ساٹھ بہادران عرب اور شجیعان بے نظیر کو انتخاب
کیا - ان مین اکثر صحابہ انصار سے تھے - ابو عبیدہؓ نے حکم کیا کہ آج کی شب تم اپنا ساز
وسامان مہیا کرلو - کل علی الصباح توکلاً علی اللہ جنگ کرنا ہوگا - پس ساٹھ مجاہدین
نے جہاد کی خوشی مین تمام شب تہلیل و تسبیح و عبادت و ریاضت اور جہاد نفس مین
بسر کی - کہتے ہین کہ جب ضرارؓ اپنے خیمے مین باہتیار اسنے بہن خولہ کو
رخصت کی تو خولہ نے کہا کہ اے میرے بھائی آج تمہارے رخصت مجھے ایسی

معلوم ہوتی ہے کہ گویا پھر ملنے کی امید نہ ہو ضرار رضؓ نے پھر سب احوال ظاہر کیا
خولہ رونے لگین اور کہا کہ اے بہائی خولہ بھی آپ سے جدا نہ ہوگی اور اپنی جانکو
راہ خدا مین صرف کریگی۔ پس ابو عبیدہؓ نے سب مسلمانون کو ہمراہ لیکر نماز
صبح ادا کی جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی سب مجاہدین گھوڑے پر سوار ہوے
ابو عبیدہؓ سب کے پیچھے تھے اور اون کے ایک طرف زبیر بن العوام اور اونکے
ساتھ اون کی زوجہ اسما بنت ابی بکر صدیقؓ تھین۔ اور دوسرے طرف عبدالرحمن
بن ابی بکر صدیقؓ تھے اور بی بی اسمانے اون کی سلامتی کے لیئے دعا کی اور اپنے
برادر عبدالرحمن سے کہا کہ اے بہائی یہہ زبیر بن العوام رسول خدا علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے پھوپھی کے بیٹے ہین کفار پر حملہ کرتے وقت تم ان سے جدا نہ ہونا
اور حتے المقدور انکی حفاظت مین کوشش کرنا۔ القصہ جناب خالدؓ اس فوج
کے درمیان تھے پس سبکو ہمراہ لیئے ہوئے میدان مین آئے جبلہ نے جب انکو
دور سے دیکھا یہہ گمان کیا کہ یہہ لوگ جو تھوڑے سے ہین ہماری کثرت فوج سے
گھبرا کے شاید مصالحت کرنیکے لیئے آتے ہین جب نزدیک ہوئے تو خالدؓ آگے
بڑھے اور پکارا کہ اے صلیب پرستو لو اب میدان مین آؤ اور جنگ کرو۔ جبلہ
حیران ہوگیا اور سمجھہ گیا کہ ان مین سے کوئی ہمارے ہاتھہ نہ آئیگا۔ پس ہر دو
جانب سے نیزہ بازی اور شمشیر زنی آغاز ہوئی۔ جب لڑائی گرم ہوئی تو خالدؓ
اپنے گھوڑے سے اُترے اور مرقال بن ہاشم بھی پیادہ ہوگئے کافرون نے انکو گھیر
لیا۔ مگر دونون غازیون نے شیر کے مانند حملے کیئے ہر حملے مین کئے کافر مارے
گئے۔ زبیر بن العوام اور فضل بن عباس ان دونون سے دشمنون کو دور کرتے
اور ان کو بچانے مین مصروف تھے فضل بن عباس للکار کر کہتے تھے کہ اے
نصرانی کتو دور ہو۔ اصحاب رسول صلعم سے جو بن ہاشم ہوا ابن عم رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہون - پھر خالدؓ اور مرقالؓ کے ہاتھ سے اوس وقت بہت سے
کفار مقتول ہو گئے - تائید ربانی نے عجیب عجیب کرشمے دکھلائے کہ خالدؓ کے
کوئی مقابل نہین ہو سکتا تھا - عبادہ بن الصامتؓ سے منقول ہے کہ فضل
بن عباسؓ جب حملے کرنے شروع کئے تو مین شمار کر رہا تھا - کہ بیس حملے
کئے اور ہر ہر حملے مین ایک ایک سوار کو قتل کرتے تھے - غرض صبح سے غروب
آفتاب تک جنگ ہوتی رہی آخر جبلہ کا لشکر تاب نہ لا کر بھاگنے لگا اور
صحابہ کرام نے بآواز بلند للکارا - لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئ قدیر ۔ جناب خالدؓ جو دشمن کے
لشکر مین چلے گئے تھے دیر ہوئی کہ نظر نہ آئے تو مسلمانون کو آپکے مارے جانیکا
گمان ہوا - اس لئے ایک قلق و اضطراب مین تھے - خصوصاً حضرت ابو عبیدہؓ
بہت مضطر ہو گئے تھے اور ابو سفیانؓ آپکو اطمینان دے رہے تھے کہ خالدؓ
خدا کی امان مین ہے ایسے مین خالدؓ فوراً وسط معرکہ سے باہر آئے اور
بہت تشنہ تھے ابو عبیدہؓ اور سب مسلمان آپکو دیکھکر شکر الہی بجا لائے
خالدؓ نے اپنے ساتھیون کو تلاش جو کی تو دیکھا کہ صرف بیس مجاہدین ہین اور
باقی نظر نہین آتے خالدؓ کو انکا بڑا ہی درد لاحق ہوا سو آپ اپنے منہ پر
طمانچے مارتے اور کہتے تھے کہ تو نے مسلمانون کو ہلاک کیا قیامت کے
دن بارگاہ الہی مین کیا عذر لائے گا - ابو عبیدہؓ نے پوچھا کہ تمہارا یہ کیا حال ہے
خالدؓ نے کہا اے سردار - چالیس مجاہدین گم ہین از انجملہ زبیر بن العوامؓ اور فضل
بن عباسؓ و ربیعہؓ اور ایوبؓ و فلان فلان نظر نہین آتے -
ابو عبیدہؓ نے آیت استرجاع پڑھی - اور مشعلین روشن کرکے اونکو ڈھونڈنے
نکلے - کیا دیکھتے ہین کہ غسانی لشکر جبلہ کے پانچ ہزار آدمی مرے پڑے ہین - اور

صحابہ کرام سے دس آدمی شہید ہوئے ہین۔ ابو عبیدہؓ نے کہا کہ ممکن ہے کہ باقی
اصحابؓ کو یا کفار نے قید کر لیا ہے یا خود وہ دشمنون کے تعاقب مین ہون گے
اور یہہ دعا کی۔ اللہم امنن علینا بالفرج ولا تفجعنا با بن عمۃ نبیک ولا
یا بن عمۃ الفضلؓ ترجمہ یعنی یا اللہ احسان کر تو ہمپر کشود کار سے اور نہ
غمگین کر تو ہمکو اپنے نبیؐ کے پھوپھیرے بہائی اور چچیرے بہائی کے سبب سے
پھر ابو عبیدہؓ نے فرمایا کہ اے مسلمانون کون ہے تم سے کہ دشمن کے قدمون کے
نشان کا پیچھا کرے اور اپنے بہائیون کی خبر لائے اور اللہ تعالے سے بڑے
اجر کا مستحق ہو۔ جناب خالدؓ کہنے لگے کہ مین جاتا ہون۔ ابو عبیدہؓ نے کہا کہ
آپ یہہ کام مت کرو کیونکہ آج بہت تھکے ہوئے اور نہایت مشقت اوٹھائے ہوئے
ہو۔ خالدؓ نے کہا واللہ مین اپنے بہائیون کی جستجو مین ضرور ضرور جاؤن گا۔
پھر اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیا اور جازم بن جبیر کے گھوڑے پر سوار ہوئے اس
گھوڑیکا نام سرطال تھا۔ تیزروی مین ہوا سے باتین کر رہا تھا۔ اور خالدؓ کے
ساتھہ مسلمانون کی ایک جماعت بھی نکلی۔ یہہ لوگ بہت دور نہین گئے تھے
کہ دفعتاً تکبیر کی آواز آئی اور اونھون نے بھی تکبیر و تہلیل سے اسکا جواب دیا
پس دیکہا کہ جماعت غازیون کی لوٹ کر آرہی ہے۔ ان کے آگے آگے
زبیر بنؓ العوام اور فضل بنؓ عباسؓ اور مرقال بنؓ ہاشم تھے۔ جب خالدؓ نے انکو
دیکہا تو سلام کیا اور مرحبا کہا اور پوچھا کہ کیا حال ہے تمہارا۔ اونھون نے
کہا کہ ہم مین سے چند لوگ قیدی ہو گئے سو انکے رہائی کے ارادے سے ہم نے
کافرون کا پیچھا کیا لیکن اون کا پتا نہ لگا۔ اغلب ہے کہ وہ مارے گئے ہون
جناب خالدؓ نے فرمایا کہ نہین مارے گئے بلکہ بیشک قید کئے گئے ہین زبیرؓ
بن العوام نے پوچھا کہ یہہ بات آپکو کیونکر معلوم ہوئی۔ خالدؓ نے کہا کہ ہم نے

جنگ کے میدان مین تلاش کرکے دیکھا تو دس آدمی سے زیادہ کسی کو شہید
نہ پایا اور ہم بیس ہین اور تم پچیس تو بس پانچ ہی شخص قید ہو گئے ہین اور
وہ یہی ہین یعنی رافع بن عمیرہ الطائی اور ضرار بن الازور اور ربیعہ بن عامر
اور ہاشم بن عمر اور یزید بن ابی سفیان۔ پس یہ اسیری کا معاملہ مسلمانون پر
سخت گران گذرا۔ جناب ابو عبیدہ اپنے گھوڑے کی زین ہی پر سجدہ کیا اور خالد
نے کہا اے مسلمانون واللہ مین نے اپنی جان کو للہ خرچ کیا لیکن مجھکو
شہادت نصیب نہ ہوئی۔ پانچ آدمی جو تم مین سے اسیر ہو گئے ہین انشاء اللہ
تعالیٰ اون کی رہائی خود میرے ذمے ہے پس سب مسلمانون نے اوس رات کو
بہت ہی خوشی اور شکر و سپاس الٰہی مین بسر کیا اور مشرکین بہت ہی درد و
غم مین مبتلا رہے اور باہان نے جبلہ کو بلوا کر لڑائی کا حال اوس سے دریافت
کیا۔ جبلہ کہنے لگا کہ اے بادشاہ ہم صبح سے شام تک لڑتے رہے جب رات
آئی ایک بیک پکارنے والے نے پکارا ہم سب متفرق ہو گئے اور بہت لوگ
مارے گئے۔ اس مین کوئی شک و شبہہ نہین کہ مسلمانون کو تائید غیب سے
پہنچتی ہے۔ آسمانون کا معبود اُن کو ہمیشہ غلبہ دیتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا۔
تو اون کے صرف ساٹھ آدمی کو ممکن ہی نہ تھا کہ ہمارے ساٹھ ہزار کے
ساتھ مقابلہ کرتے اور فتح پاتے۔ بھلا یہ کوئی عقل مین آنے کی بات ہے
باہان نے کمال ندامت و خجالت کے مارے غصے مین آکر کہنے لگا قسم ہے
صلیب کی مین کل ضرور اون سے مقابلہ کرون گا اور اون پر سخت حملے کر کے
شکست دون گا۔ مگر جبلہ ایک حقارت آمیز تبسم اور کچھ غصہ کے تیور کے ساتھ
وہان سے اوٹھکر چلا گیا۔

واقعہ ۴

لکھا ہے کہ ایک بڑا ہی عالم نصرانی عبد المسیح نام جسکی عمر ساڑھے تین سو سال کی تھی۔ جو بڑا ہی عاقل و فصیح تھا جب خالدؓ کے حضور مین آیا اور صلح کی گفتگو کرنے لگا تو اوس کے ہاتھ مین آپکو ایک کاغذ کی پوڑیا نظر آئی تو آپنے پوچھا کہ یہہ تیرے ہاتھ مین کیا ہے۔ اوس نے کہا زہر۔ پوچھا یہان کیون لایا۔ کہا کہ مین اپنے قوم مین نہایت ذی عزت و منزلت آدمی ہون اور میری عمر طویل بڑے ہی اعزاز و اعتبار کے ساتھ بسر ہوئی ہے۔ پس مین نے ارادہ کر لیا ہے کہ خدانخواستہ آپ کے دربار مین اگر میری کوئی ذلت ہو تو فوراً اسکو کھا لون پھر قوم کو اپنا منھہ نہ دکھاؤن۔ آپ نے فرمایا کہ بھلا مین بھی تو دیکھون کہ زہر کیسا ہوتا ہے۔ اوس نے وہ پوڑیا آپ کو دیدی۔ آپنے اوسیوقت بسم الله خیر الاسماء۔ بسم الله رب الارض و رب السماء۔ بسم الله خالق الخلیقة من السماء بسم الله لا یضر مع اسمه شیئ فی الارض و لا فی السماء ط پڑھا اور بے تکلف وہ زہر کھا لیا۔ بجز اس کے تھوڑی دیر کے لئے آپکو غش آگیا اور جبین عرق آلود ہوئی۔ بعد اس کے ہوش آگیا اور معمولی کاروبار مین مشغول ہو گئے۔ یہہ کیفیت جو عبد المسیح نے دیکھی تو بس اسکے ہوش اڑ گئے اور غرق دریائے حیرت ہوا۔ اور پھر اپنی قوم مین جا کر سارا چشم دید کیفیت بیان کی اور کہا کہ یہہ لوگ نوع انسان سے نہین معلوم ہوتے زہر قاتل انکے حق مین آب حیات کے گھونٹ ہین تو پھر کوئی ان سے کیونکر مقابلہ کر سکتا ہے۔ یہہ وہ زہر ہلاہل تھا کہ اس سے تھوڑا بھی اگر ایک ہاتھی کو کھلا دیا جاتا تو وہ بے وقفہ ڈھیر ہو جاتا مگر خالد پر اسکا کچھہ بھی تو اثر نہ ہوا۔ پس بہتر ہے کہ تم اس قوم کی اطاعت کر لو۔ ایک روایت مین یہہ بھی ہے کہ عبد المسیح اس کرامت کے معاینہ کے بعد مشرف باسلام ہو گیا۔ منکرین زمانہ ہذا یقین ہے کہ اس واقعہ کا اعتبار نہ کرین مگر مین انکے معجزہ

وکرامت کا یقین نہین دلاؤنگا - بلکہ یہہ کہونگا کہ صاحب فن طبابت سے
اگر تم واقف ہوگے تو سمجھ لوگے کہ ایڈیسن کرسی بھی ایک طبیعت ہے جسکے
اثر تاثیرات معمولی طبایع کے خلاف ہوتے ہین - پس انسانی طبایع مخزن عجایب
وغرایب ہین اور صدہا واقعات ایسے گذرے ہین دیکھو فن طبابت کے جرنلس
مین سے بعض پٹھان بھائیون کو یہہ کہتے سنا ہے کہ ہمارے اجداد مین فتحان
نامی ایک بزرگ ہوئے ہین یہی لفظ ہوتے ہوتے پٹھان ہوگیا اور مجھکو اسکا ثبوت
یون ملا ہے -

واقعہ

جنگ دمشق جو بہت بھاری جنگ تھی - جسکی فتح سیف اللہ حضرت خالدؓ کے ہر دو
ہاتھون پر ہوئی ہے - عین جنگ مین توما نے دغا کی اور مسلمانون پر شبخون گرا
اور حکم دیا کہ سب مسلمانون کو مار ڈالو اور کسی کو امان مت دو - جب کفار کی آوازین
تکبیر و ناقوس کی بلند ہوئین تو مسلمان جو غافل سو رہے تھے بیدار ہوکر سنبھل گئے
اور دشمنون کے پہونچنے سے پہلے پیش قدمی کرکے اون سکو نیزون اور تلوارون
پر رکھ لیا - غرض خالدؓ بن ولید پر خالد پر فروکش تھے اس غل غپاڑے کو جو بہوت
اور اچانک ہو رہا تھا سنکر سمجھ گئے کہ دغاباز کفار نے کچھ نہ کچھ فریب کیا ہے اور
مسلمانون پر نیند کی حالت مین جا گرے ہین آپ گھبرائے ہوئے فریاد کرنے لگے -
واغوثاہ وا اسلاماہ وا محمداہ - قسم ہے رب کعبہ کی اس قوم نے ہمسے فریب کیا الہی
تو دیکھ ان کی طرف اور نصرۃ دے مسلمانون کو - پھر فتحان بن زید بن طائی اور عدی
بن حاتم طائی کو بلوا کر کہا کہ تم میری جا سے بر سر ہو ادر بال بچون کی حفاظت کرو ہم
زرہ پہننے کی بھی فرصت نہ پائی - اور چار سو سوار کو ہمراہ لیکر جلد سوار ہوکر چلے - رقت کی
وجہ سے آپکے آنسو جاری تھے اور قتال گاہ پر پہونچ کر تکبیرون کے دل ہلا دینے والے

آوازون کو بلند کیا اور للکار کر کہا کہ بشارت ہو مسلمانو تمکو خدائے تعالی نے ان کفار
کے فریب سے بچا لیا اور مجھکو تمہاری مدد کے لئے بھیجا ہے۔ مین کافرون کو ہلاک کرنیوالا
ہون۔ مین خالدؓ بن ولید ہون پھر آپنے نامی نامی افسران کفار کو تہ تیغ کیا اور میدان
مسلمانون کے ہاتھ رہا اس شب مین شرجیل بن حسنہ خاص توما کے مقابل ہوگئے تھے اور
بڑا ہی سخت مقابلہ رہا پھر وہ بھاگا۔ بی بی ام آبان جس نے ایک معرکہ مین اپنے شوہر کے
بدلہ مین توما کی آنکھ پھوڑ ڈالی تھی اُس شب مین بہت سے کافرون کو مار ڈالا۔ یہہ رات
نہایت سخت تھی۔ اودھر سے حضرت ابو عبیدہؓ بھی مدد کے لئے آن پہونچے۔ ضرار
نے خاص اپنے ہاتھ سے ڈیڑھ سو کفار کو فی النار کیا۔ خالدؓ نے اس معرکے مین
ایسی بہادری دکھائی کہ کبھی ایسا اتفاق سابق مین نہ ہوا تھا۔
توما کو اسکی قوم نے سخت ملامت کی کہ ہمنے تجھکو آگے ہی کہا تھا کہ مسلمانون سے صلح
کر لے مگر تو نے ہماری بات کو نہ مانا اور ہمکو ہر طرح ذلیل و خوار کیا اس لئے اُسنے
معذرت کی اور ہرقل سے مدد طلب کی مسلمانون سے صلح کی درخواست کی مسلمانون
نے کہا یہہ تیرا فریب ہے۔ اس کے بعد ایک وہی بوڑھے عالم نے اپنے قوم کو نصیحت
کی کہ اگر تمہارا بادشاہ دنیا جہان کی فوج بھی جمع کر کے مسلمانون سے مقابلہ کریگا ہرگز
ہرگز اُن پر فتح نہ پائیگا کیونکہ اُن کے پیغمبرؐ نے اُن سے فرما دیا ہے کہ اِنکا دین سب
دینون پر غالب آجائے گا۔ پس تم حیلہ جوئی چھوڑ دو اور بہر صورت اِن سے صلح
کر لو۔ قوم نے اِس عالم کی باتین جو سنین تو بہت ہی خوش ہوئی اور کہا کہ ہم ہرگز
تجھ ایسے مقدس تجربہ کار کی بزرگ رائے کا خلاف نہ کرین گے پھر صلح پر آمادہ ہوگئے۔
اُس بزرگ قوم نے کہا کہ وہ سردار جو شرقی دروازہ دمشق پر ہے جسکا نام خالدؓ ہے
جس کے نام سے بڑے بڑے بہادرون کے ہاتھ سے تلوارین گر پڑتی ہین اور
بدنون مین رعشہ پڑ جاتا ہے اوسکے پاس مت جاؤ بلکہ دروازہ جابیہ پر ابوعبیدہ

رحم دل ہے جسکا نام ابوعبیدہؓ ہے تم سب اُن کے پاس جاؤ وہ البتہ صلح کو قبول کرلین گے۔ غرض انہون نے ایسا ہی کیا اور صلح ہوگئی یہی موقع تھا کہ جہان پر خالدؓ نے کہا تھا کہ مین نے اس ملک کو تلوار کے زور سے فتح کیا ہے کیون دب کر صلح کرلون اور ابوعبیدہؓ نے کہا کہ نہیں مین نے صلح کرلی ہے اس لئے کہ مجھہ کو یقین تھا۔ کہ آپ اس امر مین مجھ سے مخالفت نہ کرین گے۔ اور اسی شب کو آنحضرتؐ ابوعبیدہؓ کے خواب مین تشریف فرما ہوکر بشارت دی تھی کہ اللیلُ تفتح المدینۃ انشاء اللہ تعالیٰ یعنی آج ہی رات مین اگر خدائے تعالیٰ نے چاہا تو یہہ شہر فتح ہوجائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یابی وامی صدقت یا رسول اللہ۔ باقی تفصیلی کیفیت سیر کے کتب مین ملاحظہ ہو۔

واقعۂ عجیب

صبر و استقلال موحدین

پہلی صدی ہجری کا ایک مسلمان عربی سوداگر کچھ اسباب لئے ہوئے مصر کے پہاڑون سے گذر رہا تھا۔ اگرچہ اوسے ابتدائے اسلام کا جوش اوس کے ریگستانی پیارے وطن اور نظر مین کھبے ہوئے کھجورون کے جھنڈون کی طرف کھینچ رہا تھا۔ مگر اوسکو دین کی بیش بہا تعلیم ترقی کی امیدین دِلا دِلا کر آگے بڑھائے لئے جاتی تھی۔ آرزوئین کامیابی کا عجب سبز باغ اوسے بلا مصر کی طرف سے دکھا رہین تھین۔ دل مین کہتا جاتا تھا کہ میرا یہہ اسباب اِس قیمت پر بکے گا۔ اور میرے حوصلے سے زیادہ نفع ہوگا۔ چونکہ اطراف شام سے آرہا تھا۔ لہذا خیال تھا کہ شام کے نادر اشیا مصر مین قدر کے ساتھہ لئے جائین گے۔ اُمرائے مصر بڑے حوصلہ مند بھی ہین مجھے بخوبی اس امر کا موقع ملے گا کہ اوس ہونہار پودھے کی آبیاری کرون جو کہ مکے سے لاکر مدینے مین لگایا گیا ہے۔ میرا یہ دولت ملک اور ریزی

میری مفلس قوم اور میرا غریب دین اس وجہ سے بڑی تقویت پائے گا۔ اس پرجوش
اور جان نثار قوم سوداگر کو کیا معلوم تھا کہ آیندہ کیا ہونے والا ہے۔ مگر اتنا معلوم
ہوتا ہے کہ امیدون کی دھن مین ہر حیثیت سے اپنے تئین بامراد تصور کرتا تھا۔
یقین تھا کہ اس مختصر تجارت کا روپیہ دین اسلام کے بہت کچھ کام آئے گا۔ ہمارا
سراپا امید تاجر خیالی پلاؤ پکاتا ہوا اوس چھوٹے قافلہ کے ساتھ چلا جاتا تھا جو کبھی
مصری پہاڑون کی گھاٹیون سے نکلتا تھا اور کبھی اونچے ٹیلون کی آڑ مین آجاتا
تھا۔ قوم قبط کا کوئی نصرانی رئیس ایک پہاڑی گاؤن مین رہتا تھا خدائے تعالی
جانے کیونکر اوسے معلوم ہو گیا تھا کہ جو بنیاد دین جزیرہ نمائے عرب سے نکلا ہے
اوسیکا پرجوش پیرو اس قافلہ مین بھی ہے۔ اوس پرفتن زمانے مین جسے
اسلامی تہذیب نے ابھی رونق نہین دی تھی کسی با اختیار کے غضبناک ہو جانے
کو اتنا اشارہ بھی کافی تھا اپنے غلامون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور چھوٹے قافلے پر
بلائے ناگہان کی طرح آگرا قافلے کے اور لوگون کا تو خدائے تعالی جانے کیا حشر
ہوا مگر مورخ کی زبانی ہمین اسقدر پتا لگتا ہے کہ سب مال و اسباب اون کا
لوٹ لیا گیا اور وہ غریب مسلمان سوداگر دشمنون کے پنجے مین گرفتار ہو گیا۔
موجودہ مورخین جو تعصب کا سارا الزام مسلمان بادشاہون اور مسلمان علما
کے سر پر رکھے دیتے ہین اس واقعہ کی آیندہ حالت دیکھکر شرماتے ہین اور اپنی بہتان آلود
اور نفاق انگیز تحریرون کو واپس لین۔ یہ مسلمان عرب زنجیرون مین جکڑ کر [illegible]
کے درمیان بٹھا دیا گیا۔ اوس کی امیدین اونچے مصری ٹیلون سے ٹکرایا کرتی
تھین جو چارون طرف گھیرے ہوئے تھے۔ اور بڑے ناجایز ظلمون کے ساتھ
دین عیسوی اوس کے سامنے پیش کیا جاتا تھا مگر وہ اپنے برگزیدہ دین سے
دست بردار نہ ہوتا تھا جس کی سزا مین یہ معمولی کارروائی روز بڑھتی تھی

کہ ایک تپلا جو پیغمبر عرب کی جانب منسوب کیا گیا تھا۔ اوس کے سامنے لایا جاتا تھا
اور بڑی بے حرمتی اور بے غیرتیون کے ساتھ دکھایا جاتا تھا۔ اِس پر بھی ظالم متعصبون
کا دل نہین ٹھنڈا ہوتا تھا۔ روز سیکڑون کوڑے اوس مستقل مزاج دیندار پر پڑجاتی
تھے اور وہ خدا کا نام لے لیکے اِس سزا کو بھگت لیا کرتا تھا۔ الغرض اندازاً پچیس
تیس برس اسیر اِسی طرح گذر گئے کہ روز پیٹھہ پر زور زور سے کوڑے پڑتے
تھے اور وہ بیچارہ چِلّا چِلّا کر اوس ایک لاشریک بچانے والے خدا کو پکارتا تھا۔ جو
ہر ایک مظلوم کی آواز سُن لیا کرتا ہے۔ انصاف کیجئے تو یہہ تھوڑا جبر نہ تھا مصیبت
گھڑی بھر کی بہت ہوتی ہے۔ اور یہان تو اِن مصیبتون کو جھیلے ہوئے تیس برس
(اللہ اکبر) ہو گئے خدا جانے اُس بہادر نے کس قیامت کا مضبوط دل پایا
تھا کہ یہ روز روز کا سوہان روح جھیل گیا۔ آخر خدا نے اوس کی دلسوز آواز
سُنلی۔ شاید یہی سبب تھا کہ مسلمانون کو ملک شام فتح کرنے سے بہت جلد
فراغت ملگئی۔ کہ اوس ملک مین جھنڈا گاڑ کے اون کی فوج کا ایک حصہ روم
کی طرف بڑھا اور دوسرا گروہ مصر کو روانہ ہوا۔ اسکندریہ کو فتح کر کے جب عمرؓ
بن العاص کے ساتھ والے جان نثار اسلام آگے بڑھے تو خالدؓ بھی اون کی
مدد کو آپہونچے۔ اگرچہ ملک مصر کی فتح عمروؓ بن العاص کی طرف منسوب ہے
مگر اوس حرمان نصیب مبتلائے رنج و محن کو خالدؓ ہی کی تلوار نے نجات دلوائی۔
خالدؓ جب سرزمین مصر مین داخل ہوئے تو کسی گرجے کے چند راہبون نے
جو شام سے بھاگ کر یہان آئے تھے اونھین پہچانا فوراً سمجھ گئے کہ اب ملک مصر
بھی چند روز کے بعد اِنکے قبضہ مین ہوگا۔ باہم مشورہ کر کے اونھون نے اپنی
حفظ و امان کے لئے خالدؓ سے معاہدہ کر کے اون کی اطاعت قبول کی۔ اونھین
لوگون مین سے ایک شخص نے بڑھ کر خالدؓ سے کہا مین تم سے ایک ایسا واقعہ

بیان کرتا ہون جسے دریافت کرکے تم بہت خوش ہون گے اتنا کہا اور راوی
شخص نے اوس محبوس مظلوم کا حال بیان کرنا شروع کیا جو تین برس کے
زمانے سے ایک ان اپنی مستقل مزاجی کا امتحان دے رہا تھا۔ اور کچھ ایسے دلگداز
اور جگرخراش لہجے مین بیان کیا کہ خالدؓ اور ان کے ہمراہیون کے بے انتہا آنسو
نکل پڑے۔ الغرض وہ خالدؓ کا رہبر ہوا۔ اور بہادران اسلام اوسکے پیچھے
روانہ ہوے تھوڑی مسافت طے کی ہوگی کہ اوس گاؤن مین پہونچ گئے جہان
ایک مظلوم خداپرست پر ظلم ہو رہا تھا۔ اتفاقاً خالدؓ عین اوس وقت پہونچے جب کہ
وہ ظالم۔ کافر سنگدل نصرانی اپنے بیکس قیدی کے سر پر تلوار لیے کھڑا کہتا تھا اور کہہ رہا
تھا کہ یہ تیری بیمبری کا نتیجہ ہے کہ مسلمانون کے منحوس قدم اس سرزمین پر بھی آ گئے۔ مگر تو
اپنے دین سے نہ باز آتا تھا نہ آیا اب اسکے سوا کوئی تدبیر نہیں ہے کہ قبل اسکے کہ
تیرے ساتھی تیری حمایت کو آئین مین تجھے مار ہی ڈالون پس اس ایک ہی تدبیر سے
تو اپنی سزا کو پہونچ سکتا ہے یہ کہکے ادھر اس نے اپنی تلوار کو حرکت دی اور
اور ادھر اس مظلوم مسلمان نے زور سے پھر اپنے خدا۔ کو پکارا اور تیسری
طرف سے خالدؓ تلوار لیے ظالم کے سر پر آ پہونچے۔ جس گھڑی یہ تینون واقعے برابر
ایک ہی ساتھ ہوئے وہ عجب سمان دیدنی تھا۔ ایسے ہی واقعات امیدون کو بہت
بڑی تسلی دلایا کرتے ہین الغرض خالدؓ نے اس ظالم کو قتل کر ڈالا گیا اور دریافت
کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان قبیلہ طے کا ایک آفت زدہ سوداگر تھا۔ اگرچہ ہمین اور
اس قسم کے بہت سے واقعات مل سکتے ہین مگر یہ واقعہ چونکہ غیر معروف اور
کسی قدر نیا ہے اس لئے غالباً دلون پر زیادہ اثر کرنے والا ہوگا۔ جن لوگون
نے اس جفاکش مظلوم کے قصے کو ابھی دیکھا ہے کوئی اون کے دل ٹٹول
کے دیکھے تو معلوم ہو کہ ایک غریب اور بیکس کی مظلومانہ زندگی دلون پر

کس قدر اثر کر جاتی ہے ہائے جب ہم ان مختلف باتون کا خیال کرتے ہین یعنی
کہ ایک وہ دل تھا جسنے اتنی بڑی مصیبت کا تحمل کیا اور ایک وہ دل تھا
جو ایسے مظالم کیا کرتا تھا ایک وہ دل ہے جو یہ تذکرہ سنکے بیتاب ہوجاتا ہے
القصہ اس سے کئی باتین معلوم ہوئین کہ خالص مسلمان گو انھین لاکھ تکلیفین
کیون نہ پہنچائین ہرگز ہرگز ان کے ایمانی استقلال مین تزلزل نہین آتا اور ایمان تین
عیار کامل اوترتے ہین۔ دوم آنکہ جو لوگ خداتعالی پہ بھروسا کرتے اور اوسکو حافظ ناظر
حقیقی سمجھتے ہین اور ہر واقعہ کو اوسی کے حکم سے جانتے ہین تو بیشک خداتعالی انکی
مدد فرماتا ہے جسکا انکو پہلے سے یقین کامل ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ ہراسان نہین
ہوتے اور پھر صبر کا نتیجہ نہایت شیرین اور خوش گوار ملتا ہے۔

جناب خالدؓ بن ولید کا عزل اور وفات

کہتے کہ جب جنگ حمص کی فتح و نصرت خالدؓ بن ولید کے زبردست ہاتھون پر ہوئی تو
پھر ہر طرف کے لوگ شہر قنسرین کیجانب خالدؓ کیخدمت مین جوق جوق آنے اور مراسم تہنیت
بجالانے لگے۔ ازان جملہ عرب کے سحر بیان ادیب و شاعر مسمی اشعث بن قیس کندی نے
ایک قصیدہ غرا آپکی مدح شجاعت مین لکھکے گذرانا۔ جب اس کے لفظونکی سلاست
اور معانی کی بلاغت اور بندش کی چستی نشست الفاظ کی درستی اور فصاحت جو باعث
افتخار قوم عرب اور انکا جوہر ذاتی ہے آپکے بہت ہی پسند آئی تو خالدؓ نے اسوقت
ازراہ قدردانی و مہمان نوازی کے اس کے صلہ مین دس ہزار درہم اُسکو دیئے اسپر
بعضے حاسدون نے حضرت عمرؓ کی خدمت اقدس مین اس واقعہ کو خلاف واقعہ لکھبھیجا کہ
خالدؓ مسلمانون کے بیت المال مین حسب مرضی تصرف کرتے ہین کبھی ایک شاعر کو دس ہزار
درہم دیتے ہین کبھی لاکھ درہم کے مہر سے کسی عورت کو نکاح مین لاتے ہین یعنی
اس کے آگے خالدؓ نے مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد مجاعہ کی بیٹی کو لاکھ درہم

کے مہر سے نکاح کیا تھا یہہ بات حضرت عمرؓ کی خاطر مین جاگزین تھی لہذا آپ یہہ
خبر سنتے ہی بہت برہم ہوئے۔ اور اُسیوقت ابو عبیدہؓ کے نام پر ایک مکتوب
اِس مضمون کا روانہ کیا کہ خالدؓ بن ولید نے مسلمانون کے بیت المال مین اسراف
کو جایز رکھا ہے اور راون کے حقوق تلف ہو رہے ہین سو تم یہہ مکتوب ملاحظہ
کرتے ہی خالدؓ کو قنسرین سے بلوا لو اور انکو خدمت سے معزول کر دو اور اُنکا نصف
مال ضبط سرکار کر کے اونکو مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کر دیجیو۔ جب یہہ نامہ ابو عبیدہؓ
کو پہنچا تو آپ متردد ہوئے مگر بہ مجبوری اِس حکم کی تعمیل کرنی پڑی۔ پس آپ کو
بلوایا اور حکم سنا دیا۔ اُنکا نصف مال لے لیا۔ یہان تک کہ ایک نعل آپ نے لی اور
دوسری نعل اُنکے لئے چھوڑ دی اور ملک فطرة خالدؓ کو اس سلوک سے کچھ بھی آزردگی
نہ ہوئی بلکہ کمال خوشی سے اپنا نصف مال ابو عبیدہؓ کے سپرد کیا اور کہنے لگے کہ
مین اُن لوگون سے نہین ہون کہ اپنے نفس کی متابعت کر کے امیر المومنین کی دینی
مخالفت کو جایز رکھون غرض جب ابو عبیدہؓ نے اُنکا آدھا مال لیکے بیت المال مین
داخل کیا۔ اور خالدؓ حسب الحکم مدینہ منورہ کے طرف روانہ ہوئے جب مدینہ کو آئے
اور خلافت مآب کے دربار مین حاضر ہوئے تو حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ تم نے
اِسقدر وسعت و ثروت کہان سے پائی اور یہہ مال کس کے ملک سے تھا جو ایک
شاعر سحر بیان کو مدح کے صلہ مین دس ہزار درہم دیدئے۔ خالدؓ نے کہا کہ وہ
میرے ملک خاص سے تھا جو قبضہ شمشیر و غنیمت حلال سے میرا حصہ پہنچا تھا امیر المومنینؓ
نے حکم دیا کہ خالدؓ کے مال کا حساب کرین جب شمار کیا گیا تو اسی ہزار درہم ہوے
تب حکم کیا گیا کہ ساٹھ ہزار درہم اُنہین کے لئے چھوڑ دین بیس ہزار درہم داخل
بیت المال کرین۔ جب یہہ خبر شام و عراق کے امیرون نے سنی نہایت محزون
و ملول ہوئے اور ملامت مین زبان کھولی کہ ایسے جانباز۔ فاتح اور سپہدار اسلام

کے ساتھ یہہ سلوک غرض یہہ کام امیر المومنین سے ہرگز واقع کے مطابق نہ ہوا جب
جناب حضرت خلافت مآب رض اِن امرا کے ملال و ملامت سے واقف ہوئے
تو خالد رض کی عذر خواہی کی اور دلدہی سے پیش آئے خالد رض نے کہا اِسکا مجہکو یقیناً
کچہہ رنج و ملال نہین ہے۔ پہر دیار و امصار کے امیرون کو ایسے مکاتیب لکہے گئے
کہ خالد رض کو ہم نے جو معزول کیا اُسکا سبب یہہ نہین۔ کہ ان سے کچہہ خیانت ہوئی
ہو یا ہم کو اون کے ساتھ کچہہ ناخوشی اور کراہت ہو۔ استغفر اللہ العظیم
لیکن لوگ جب اونکی تعظیم و تکریم حد سے زیادہ اور انکی تعریفین مبالغہ کے ساتھ
کرنے لگے اور یہہ خیال کیا کہ فتح و نصرت صرف الفین کی قوت و بازو سے ہوتی
ہے۔ تو مین نے خیال کیا کہ قبائل عرب نہین یہہ شہرت و مدح باعث فتنہ ہو
وہ نیک و بد کو اللہ تعالی ہی کی طرف سے جانین ؎ نہ خلد سبزہ از آتش خار
نگسلد بے مشتش تارے۔

حضرت عمر رض کی خلافت سے پانچوین سال خالد بن ولید مرض موت مین
گرفتار ہوئے۔ کہتے ہین کہ اوسوقت آہ و افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے
کہ مین سالہا جنگ و جہاد مین مشغول رہا اور بہت کوششین بجا لائین اور بڑی
آرزو رکھتا تھا کہ شربت شہادت نوش کرون اگرچہ بہت سے زخم تیر و تبر
کے کھائے پر وہ دولت میرے ہاتھ نہ آئی خیر مرضی مولا + او براس غازی کی بہی
راضی رہے وصیت یہہ کی کہ میرا گہوڑا اور غلام اور ہتیار مجاہدون کو دیئے جائین
کیونکہ میرے پاس جہاد کفار و اشاعت دین محمدی و اعلای کلمۃ اللہ سے کوئی چیز
محبوب تر نہین ہے پہر آپکا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون
جب اِن کے وفات کے بعد متروکات کا جایزہ لیا گیا تو سوائے ایک گہوڑے
اور ہتیار کے کوئی چیز نہ پائی گئی۔ جب یہہ خبر حضرت عمر رض نے ظاہر ہوئی تو کمال

تاسف سے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ابوسلیمان پر رحمت کرے کہ ہمنے اُسکا حال اسکے برخلاف سُنا تھا جواب ظاہر ہوا۔ القصہ جناب خالدؓ کا جنازہ اوٹھایا گیا تو اون کی بہن فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ اسوقت اپنے بھائی کی مفارقت مین بے اختیار آہ وزاری کر رہی تھین۔ حضرت عمرؓ ایسے رونے کو جو نہایت مکروہ رکھتے تھے باوجود اسکے آپ فاطمہ کے معترض نہوئے بلکہ آپ بھی گریان و نالان ہو کر فرمایا کہ بنی مغیرہ کی عورتون کو ہرج نہین کہ خالدؓ ایسے فخر قوم کے لئے اپنے آنکھون سے دریا بہاوین۔ جب وہ پیرہن چاک نہ کرین اور اپنے رخسار وغیرہ نہ مارین کچھہ مضایقہ نہین ہے۔ نقل ہے کہ ایکدن جناب فاروق اعظمؓ نے خالدؓ کی والدہ کو دیکھا کہ اپنے قرۃ العین کی تعریف مین اشعار پڑھ رہین ہین اور آنکھون سے اشک کے دریا بہا رہی ہین دریافت فرمایا کہ یہہ عورت کون ہے اور کس کے لئے روتی ہے۔ لوگون نے کہا کہ یہہ خالد بن ولید کی والدہ ہے جو اپنے فرزند ارجمند کے غم مین گریان ہے تو آپنے فرمایا آہ مین نے کسی عورت کو نہین دیکھا کہ خالدؓ کے مانند کسی بہادر فرزند کو جنا ہو۔ رضی اللہ عنہم اجمعین + اللہ بس باقی ہوس۔

خاتمة الکتاب

پیارے ناظرین آپ صحابہ کرام اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسلامی جوش علو ہمتی۔ خلوص نیت اور قومی ہمدردی مین اپنی عزیز جانون تک کو نذر اللہ کرنیکے مجمل حالات کو ملاحظہ فرماچکے کہ اس مقدس اور قابل ادب گروہ نے جوار رسول مقبول اور اپنے پیارے وطنون تک کو چھوڑا اور دور و دراز مقامات مثلاً ارض جابیہ بعضاً عراق عجم وغیرہ پر جا کر صرف اشاعت اسلام کی غرض سے جہاد کیا

اور وہین آسودہ ہوگئے اور انہین کی بدولت ہم تک اسلام پہونچا۔ اگر
وہ ہماری طرح یہہ خیال کرتے کہ ہم دوسرون کے لئے اپنی جانون کو تیغ پر مفت
قربان کرین۔ جب ہم ھی نہ رہین تو پھر عالم رہے نہ رہے ہمین اس سے
کیا۔ تو اسلام کا اوسی وقت خاتمہ ہوجاتا۔ نہین بلکہ وہ اس سے خوب واقف
تھے اور اچھی طرح جانتے تھے کہ اس دنیا کی زندگی سراب ہے بلکہ عالم
خواب۔ پس اس عالم گزشتنی وگزاشتنی مین انسان جیسے عمل کریگا ویسا ھی اوسکا
ثمرہ جہان ابدی مین پائیگا۔ ہمارے نیک اعمال وہان ہمارے حق مین باقیات الصالحات
ہون گے جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہ ہوگا۔ اور اسی یقین کی بناء پر ان
پاک بندون نے زندگی کو کار ہائے ثواب مین صرف کیا۔ اور وہ کونسا کار ثواب
ہے جسکا ثواب دائمی ہے یعنی نفع رسانی بہ خلق۔ خواہ وہ روحانی ہو یا جسمانی
؎ عبادت بجز خدمت خلق نیست ✤ بہ تسبیح وسجادہ و دلق نیست ✤ بس سمجھنے
والون کے لئے یہہ اشارہ کافی ہے۔ اور ممکن ہے کہ دنیا کا ہر ہر لمحہ عالم عقبیٰ
کی بعید مدت کا نعم البدل بن جائے۔ ہان ہان ایسا ہی ہے
اگر مسلمان عبرت کی نگاہ سے دیکھین تو دنیا کی بہت ساری چیزین اسلامی شوکت
دولت وعظمت سابقہ کی یاد دلانے والی نظر آئین گی اور دنیا مین کوئی محفل
کوئی مجلس۔ کوئی انجمن کوئی صحبت ایسی نہ ملیگی کہ جسمین ہمارے اولو العزم اسلامی
فدائیہ بزرگان سلف کے اخلاق یادگارین بنمونہ عبرت بنکر ہم حسرت نصیبون
سے فراموشی کا گلہ نہ کرتی ہون کہ آہ صرف چودہ سو برس مین تم ہمین بھول گئے
حالانکہ ہم بھول جانیکے قابل نہ تھے بلکہ ہمارے اولو العزم حرکات وسکنات
قابل تقلید تھین۔ کیا اسپین کی عالیشان عمارات کے کھنڈر پر اسکا بہت الزہرا
بیت الحمرا دمشق و بغداد کے دار الامارت اور شکستہ مساجد کا سربسجود ہونا۔

آفریقہ کے وسیع تپتے ہوئے ریگستان - خراسان اور نیشاپور کے مدرسے رصدگاہین - مذہبی عمارات - اور قبرستان - ہرات کی خانقاہین - بیجاپور کے آسمان پیما سلاطین اسلام کی گنبدین - کوفہ کی علمی رصدگاہین - بخارا کے دارالعلوم کے مکانات چین اور برہما کے خوش وضع اور خوبصورت مساجد - دہلی کا اجڑا دیار اور اوس کے حمام - سنگ سرخ کی شاہی مسجد - قطب صاحب کا لاٹ آگرہ مین تاج گنج کا روضہ - لکھنؤ کی شاہی حویلیان اور امام باڑہ وغیرہ غرض ایسے ایسے عظیم الشان اسلامی یادگارین مسلمانون کو اپنی موجودہ حالت پر شرم وحسرت وافسوس دلانے کے لئے کیا کافی نہین ہین - اسے سے یہہ تو خون رلانے کے لئے مختصر خیال اسباب ہین - مگر نہ معلوم مسلمانون کی پہلی وہ غیرتین اور اولوالعزمیان کیا ہوگئین - کیا تم سے اتنا بھی نہین ہوسکتا کہ بزرگان اسلام کے کارنامون کو پڑہو اور احباب کو پڑہکر سناؤ اور اون کو فاتحہ خیر سے یاد کرو - ہرگز ہرگز مہمل اور بے معنی خیالی ناولون کے مطالعہ مین یعنی اپنی عزیز اوقات کو مفت ضایع مت کرو!!! اور یقین مانو کہ اس تضیع اوقات پر عالم آیندہ مین ہر ایک نفس بشر کو کمال ندامت وافسوس کرنا پڑیگا اور اسکا محاسبہ ہوگا - اور حق الناس سے تو بہت بچے رہو -

قوم پٹھانون کا سلسلہ تعلق

مجھکو اس رسالہ کے تصنیف کے وقت اس امر کا کھوج رہا کہ آیا ہمارے بھائی پٹھان جیسا کہ بعضون کا خیال ہے کیا امر واقعی حضرت خالدؓ خدا کی تلوار کی اولاد مین ہین ہ مگر اس مین شک نہین کہ حضرت خالدؓ کی کنیت ابو سلیمان ہے اور بعض یمین سلیمانی کہلاتے ہین - علاوہ اس کے جنگ دمشق کے معرکے مین جب لشکر کفار نے مکر و دغا سے مسلمان مجاہدین پر اون کو غفلت مین پاکر شبخون حملہ کیا تھا جب

خالدؓ کو اس کی خبر ہوئی تو فوراً مع مجاہدین آپ لیس ہو گئے۔ مگر او سو عقت مجاہدین کے بچوں اور عورتوں کو آپ نے فتحان بن زید طائی اور عدی بن حاتم کے سپرد کر کے فرمایا کہ میرے واپس آنے تک انکی حفاظت کیجئے۔ ممکن ہے کہ یہی لفظ فتحان آخر بدلتے بدلتے پٹھان ہو گیا ہو۔ ماسوا اسکے یہ بزرگ جنکا فتحان نام تھا قبیلہ حاتم طائی سے ہیں۔ غرض اس کی تحقیق مشکل ہے کہ قوم پٹھان کے جد اعلیٰ کون ہیں اور انکا سلسلہ کہاں سے شروع ہوتا ہے اور جاننا چاہیئے کہ ذات دراصل دو ہی ہیں ایک بنی فاطمہ ہیں جو سیادت سے مشرف ہیں۔ دوسرے شیخ۔ مگر پٹھان و مغل وغیرہ قومیت کی تمیز کے لئے مقررہ الفاظ ہیں۔ پس ممکن ہے کہ پٹھانوں کا سلسلہ جو اصل میں شیخ ہیں یہ سلسلہ قریش حضرت خالدؓ و حضرت فتحان پر منتہی ہو۔ جسطرح ہر کہ بنی نوع انسان کا سلسلہ حضرت آدمؑ پر منتہی ہوتا ہے۔ ماوری اسکے بہادری سخاوت عالی ہمتی۔ شرافت ذاتی کے جوہر جو ہمارے پٹھان بھائیوں میں موجود ہیں یہ صاف طور پر اسبات کا ثبوت دے رہے ہیں کہ یہ قوم ایک اشرف و اعلےٰ خاندان اسلاف کے نہیں یادگار ہے جنکا ذاتی شجاعت اور اظہار جوہر شرافت پر مدار ہے اب اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت چاہیئے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

رخصت بادرد و حسرت

اے سبحان اللہ وبحمدہ۔ اے جزاکم اللہ۔ اے رحمت خدا کے مخصوص و مقبول بندو۔ ہم میں کسکا منہ ہے۔ کہ آپ حضرات کی تعریف کر سکے۔ حق تو یہ ہے کہ آپ ایسے مقدس و مقبول بندگان خاص کی مدح و ستائش میں جسقدر مبالغہ کیا جائے اوسکو مبالغہ کہنا بیجا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام کی مدح و تعریف عین عبادت ہے۔ جب ہمکو خود اپنی ذات کی پہچان نہیں ہے۔ تو پھر جو حق پہچاننیکا ہے وہ آپکی نسبت ہم سے کیونکر ادا ہو سکے۔ چونکہ آپ لوگ حضرت رسول مقبولؐ کے صحابہ ہو۔ اور رخود رسول مقبولؐ نے

آپ لوگون کو جنت کے استحقاق کی بشارتون سے بارہا مشرف فرمایا ہے اور بیشک حضرت مخبر صادق کا فرمانا حق ہے۔ تو پھر ہم گنہگار آپ کی کیا تعریف کرین۔ اور جو مراتب اعلےٰ آپکو عالم علیئین مین نصیب ہین اسکو بجز نظر بصیرت و دیدۂ عرفان و ایقان کے معمولی بصارت والے کیا جانین۔ خدائیتعالی آپکے ارواح مقدسہ پر انوار رحمت کی بارش برسائے اور آپکے جاہ و حرمت کی برکات کے طفیل ہم غفلت شعارون کو بخشئے۔ آمین ثم آمین۔ الله الله عند ذکر اولیاء الله تنزل الرحمتہ۔ آپ حضرات کے تذکرون سے ہماری ایمانی قوتین ازسرنو تازہ ہوجاتی ہین۔ چونکہ آپ لوگ بہ حیات جاوید زندہ ہین اس لئے آپ کا تذکرہ پژمردہ دلون کو زندگی بخشتا ہے۔ ہرچند زمانہ صدہا سال آگے بڑھ گیا اور بڑھتا جاتا ہے مگر جب کتابین دیکھی جاتی ہین۔ تو آپ بدستور جیتے جاگتے کاغذی پیرہنون مین اپنے مشاغل مین مصروف ہنستے بولتے اور رسم سے ہماری فراموشیون اور ناشکر گزار غفلتون کا سخت گلہ کرتے ہوئے نظر آتے ہو بقول استاد میر غالب کے نقش فریادی ہے کس کی شوخی تحریر کا ٭ کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا ٭ آپکے حالات کے تصانیف پڑھنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے گویا آپ لوگ اپنے ہم قوم آیندہ آنے والی نسلون سے اپنے واقعات بیان کر رہے ہین اور ہوہنار نوجوانون کو پند و نصایح سے سرفراز فرما رہے ہین اے با اقبال عالم بقاکے بادشاہو۔ اے عرش منزلت خاکسارو۔ ہماری غفلتون کی معذرت کو قبول کرو۔ ہم کو اپنے اُس عالم کی مسرتون سے خبردار فرماؤ کہ ہمارا قال وحال سے مبدل ہو جائے اور آپ کے بابرکت قدمون کو وجدانی طور پر دکھادو کہ ہم آپکی قدمبوسی کا شرف حاصل کرین تاکہ ہم چشمون مین سر افتخار ہمارا ہمیشہ بلند رہے اور نصیبا ارجمند رہے۔ اے خدائے ارحم الرحمین کے پاک اور مقبول بندو ہمارا باادب سلام قبول کرو اور ہماری دارین کی سلامتی اور عفو و

عافیت کے لئے دعا فرماؤ۔ اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل محمد و اصحابہ و بارک وسلم بعدد کل معلوم لک

شکرگذاری مولف رسالہ ہذا۔

حضرت خالد بن ولید المخزومی ملقب بہ سیف اللہ کے مختلف اور چیدہ چیدہ حالات کو متعدد کتب تواریخ سے جمع کرنے مین جسقدر مشقتین کہ مین نے اوٹھائین اسکو یا تو خود میرا جی جانتا ہے یا وہ علمی دنیا کے فاضل و رنامی گرامی ارباب فن ادب اسکے واجبی داد دین گے جو خود بھی مصنف یا مولف ہین اور جنکو ایسے سوانحات کی کتابو کی تالیف کا اتفاق ہوا ہے۔ مین نے اس رسالہ کی تالیف مین بہت کم انگریزی تاریخون سے مدد لی ہے بلکہ زیادہ تر روضۃ الصفا۔ شرح واقدی۔ تحفۃ الاحباب۔ مغازی الصادقہ۔ فوائد بدریہ۔ تاریخ اعثم کوفی اور سیرۃ الفاروق سے انتخاب کیا ہے اور ایک عجیب واقعہ دلگداز سے بھی نقل کیا ہے جو سب سے اخیر ہے۔ اس لئے میرا فرض انسانی ہے کہ مین ان سب فاضل مصنفین کا تہ دلسے شکریہ ادا کرون جنکی تصانیف سے مجکو مدد ملی ہے اور چونکہ کوئی کتاب زبان اردو مین خاص حالات صحابہ مین موجود نہین ہے بنظر بران اس مختصر کو قدردان پبلک کے روبرو ہدیتاً پیش کرتا ہون۔ اور آئندہ امید کرتا ہون کہ وہ دولت مند اہل اسلام مشہور اور مستند کتب سوانحات صحابہ کو اردو مین ترجمہ کراکے شایع فرمائینگے تو ان مسلمانون پر جو زبان عربی سے زیادہ واقف نہین ہین بڑا ہی احسان اور ازدیاد محبت بزرگان اسلام کا باعث ہوگا۔

خاتمۃ الطبع از مالک مطبع گلزار ابراہیم

صداقت جوہر ایمان ہے۔ اور شیوۂ امانت فطرۂ ہر مسلمان۔ لہذا مین تہ دل سے مخدوم فاضل لسان القوم۔ ملک الشعراے دکن جناب قاہری سید شاہ ابراہیم قادری

مشہور ہے مولانا عفو صاحب دام مجدہ مہتمم دفتر آبپاشی سررشتہ تعمیرات کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے باوصف مشاغل کثیر شبانہ روز کے محنت شاقہ سے اس کتاب کو صرف میری تحریک پر تالیف کیا اوراس سے نہ صرف مجکو بلکہ دنیاے اسلام کو ممنون فرمایا۔ اور داد تحقیق یون دی ہے کہ اکثر واقعات کو تا امکان بقید سنہ وتاریخ حوالہ قلم فرمایا ہے جسپر ناظرین باریک بین تعجب کرتے ہین اسکے علاوہ جہان کہین جاہلانہ اعتراض وارد ہونیکا شائبہ گذرا تو وہین بہ طرز معقول آسان فہم جواب ادا کردیا گیا۔ بہر حال جن حضرات مقدسین کے تذکرے درج ہذا ہین غالباً انھین کے برکات مولف معز کے شامل حال ہوے ہین کہ اس عجلت سے یہہ تالیف حسن انصرام پائی ہے چونکہ مولانا عفو صاحب کی شہرت خداداد۔ آپکی جامعیت واستعداد اور آپکی سحر بیانی وغیرہ اکناف عالم مین کالشمس فی النصف النہار ہے پس خاص میری مدح سرائی کی اس لیے نہ کوئی ضرورت نہ آپکو اسکی حاجت حق یہ ہے کہ ع خاموشی از ثناے تو حد ثناے تست

مادہ تاریخ ملاحظہ ہو۔ درین سرود نواسنجی بلبل دکن است

۱۳۱۴ھ

تقریظ نتیجہ کلک گہرسلک فاضل یگانہ محسود مشاہیر زمانہ فصیح بے بدل معنی بند ناقل ودل مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے بہ ڈگری آف آنرز وغیرہ دام مجدہ اول مددگار معتمد عدالت وکوتوالی وغیرہ وغیرہ

میر امدت سے یہ خیال تھا کہ ناموران اسلام کے سوانح عمری اگر بطور داستانون کے لکھے جائین اور بجاے قصہ کہانیون کے اونھین کو بچون کو بطور سیر وتفریح کے پڑھایا جاے تو نہ صرف اونکی علمی معلومات مین ترقی ہوگی بلکہ جوش اسلامی وحب قومی کی بنیاد بھی استحکام کے ساتھ بڑھ جائینگے۔ وہ کون ہے جو حضرت خالدبن ولید کی ذاتی شجاعت اور بے نظیر جنرل شپ سے واقف نہین ہے مسلمان تو

مسلمان دوسری قوموں تک نے تسلیم کیا ہے کہ دنیا نے اون سے بہتر جنرل بہت کم دیکھے ہین۔ خوشی کی بات ہے کہ مولوی شاہ رشیدہ ابراہیم صاحب عفو نے اونکی سوانح عمری کیطرف توجہ کی اور اون کے حیرت انگیز واقعات زندگی اور مشہور کارنامون کو ایک جگہ جمع کردیا ہے۔ مولوی شاہ رشیدہ ابراہیم صاحب عفو ایک مشہور مصنف ہین اور زبان اردو کے اچھے ماہر ہین اور اس لئے اونکی یہ جدید تصنیف بھی قابل قدر ہے۔

عزیز مرزا

قطعہ تاریخ چکیدہ کلک گہر سلک جناب شیخ وارث علی صاحب باشندہ شیخپور ضلع فرخ آباد متخلص بہ حیران دام محبتہٗ

جب لسان القوم حضرت عفو نے
مدح سیف اللہ خالد خوش ہوئی
مطبع گلزار ابراہیم مین
فکر بہر محبہ کو ہوئی تاریخ کی۔

یہہ رسالہ نثر اردو مین لکھا
اسمین یہ مضمون ہے ہاے اصل علی
شکر خالق کا کہ یہہ جب چھپ گیا
ملہم غیبی نے دی تاریخ یون

لکھ حیران کرکے ختم فرق بسلاہم
بہتر اور عمدہ رسالہ ہے چھپا
۱۳ ۱۵

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع جناب منشی مولوی عبد الغنی صاحب المتخلص رافت

ان لسان القوم فاضل عفو فخر روزگار
چون نوشتہ سرگذشت رزم خالد بن ولید
مصرعہ تاریخ سال طبع گفتم رافتا
۱۵

ناظم دستار و دریا ادب جادو بیان
وصفش ار گوید زبان عاجز بماند در دہان
یادگار اہل سیف رستم اسلامیان
۱۳

تمت

اطلاع

از جانب مصنف

مین نے جملہ حقوق تالیفی اس کتاب کے محمد ابراہیم
صاحب مالک مطبع گلزار ابراہیم کو ہبہ کر دئے ہین
جسکی اونھون نے رجسٹری بھی کرا دی ہے -
پس اسکو کوئی صاحب بجنسٖہ یا بہ تغیر و تبدل
مطالب کے چھپوا نہین سکتے فقط

سید شاہ ابراہیم قادری